﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 21

جمعۃ المبارک 14 نومبر 2014ء

20 محرم 1436 ہجری قمری ❁ 14 نبوت 1393 ہجری شمسی

شمارہ 46

درود شریف کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا۔

(صحیح مسلم۔باب: الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعدحدیث نمبر 616)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ افاضۂ انوارالٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)

’’خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو! تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو‘‘۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265۔ بقیہ حاشیہ نمبر 11)

’’اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمّت وصدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 24۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

وحی وکشوف ورؤیائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دربارہ درود شریف

’’وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَالْمُرَبِّیْ۔‘‘ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 267 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

نیک کاموں کی طرف رہنمائی کر اور بُرے کاموں سے روک۔ اور محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔

’’صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اُسی کے طفیل سے ہیں اور اُسی سے محبّت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرور کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اُس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔ ؎

ہیچ محبوبے نہ ماند ہمچو یار دلبرم مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم

آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب واں کجا باغے کہ مے دارد بہار دلبرم

اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطّر ہوگیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زُلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھی۔ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصّہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادۂ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحیی کے تعیّن ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اِس عہدہ کی محبّت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقّق ہے۔

اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ اِفاضۂ انوارالٰہی میں محبّت اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیّت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم ومعارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔

اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت علیؓ وحسنینؓ وفاطمہ زہراء رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے اُن میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597 تا 599 بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

لجنہ اماء اللہ یوکے کے 36ویں نیشنل سالانہ اجتماع کا انعقاد

اختتامی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا زرّیں نصائح پر مشتمل خطاب۔ اجتماع میں 5700 سے زائد خواتین کی شمولیت

(لندن 26/اکتوبر) مؤرخہ 26/اکتوبر 2014ء کو سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ یوکے کے 36ویں سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا۔

اِس سہ روزہ اجتماع کا انعقاد جنوب مغربی لندن میں واقع مسجد بیت الفتوح کے احاطہ میں کیا گیا اور یوکے بھر سے 5700 سے زائد مستورات و بچیوں نے اس اجتماع میں شمولیت کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کے ہر ایک حکم کی تعمیل کی اہمیت پر انگریزی اور اردو زبان میں خطاب ارشاد فرمایا۔ اور بالخصوص اسلام میں پردہ کے حکم کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ پردہ کے ذریعہ ہی عورت کے وقار اور عزت کا قیام ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ لوگ جو پردہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے فلاح پانے والے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ''فلاح'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے کئی مثبت مفہوم ہیں جن میں ترقی، کامیابی، خوشی، سکون، سلامتی اور حفاظت بھی شامل ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: 'ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکم بھی بغیر کسی وجہ یا مقصد کے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ایک شخص کے لئے انفرادی طور پر فائدے کا موجب ہے اور معاشرے کی سطح پر بھی منفعت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو کئی خطرات اور رکاوٹوں سے حفاظت کا ذریعہ ہیں جن کا ہمیں اس زندگی میں بھی سامنا ہے اور جو آخرت میں بھی ہمارے لئے بہترین اجر اور انعامات کے حاصل کرنے کا موجب ہیں۔'

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام نے میانہ روی کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے چنانچہ ہر قسم کی زیادتی کی مذمت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ پردہ کے متعلق بھی یہی قاعدہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پردے سے متعلق احکامات کو اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ دونوں طرف ہمیں انتہا پسندی نظر آتی ہے۔ یورپ اور عموماً مغربی دنیا میں معاشرہ نہایت آزاد خیال ہو گیا ہے اور بے حیائی میں آگے بڑھ چکا ہے یہاں تک کہ یہ سب باتیں عام ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ایسے مسلمان ہیں جو اس قدر انتہا پسند ہیں کہ ان کی عورتوں کو گھر سے نکلنے پر بھی پابندی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مغربی معاشرے میں بعض اوقات پردے کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور ظلم سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات کسی مسلمان عورت کو اِس اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے نہ روکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ ایسے معاشرے میں رہتی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے کسی خاص حکم کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے یا اس کی تضحیک کی جاتی ہے اور آپ مسلسل اللہ تعالیٰ کے اس مخصوص حکم کی فرمانبرداری کرتی ہیں تو پھر آپ اور بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور انعامات کا وارث بنیں گی جو آپ کی ثابت قدمی سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس معاشرے میں آپ حجاب کے مناسب معیار کو اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کے اجر عظیم کی مستحق ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: آج میں نے خاص طور پر پردے کے متعلق خطاب کیا ہے۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ پردہ عورت سے اس کے بنیادی حقوق چھینتا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ درست نہیں۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ پردہ اور حجاب عورت کو اس کا حقیقی وقار خودمختاری اور آزادی دلاتا ہے۔ حجاب ایک عورت کو محض ظاہری تحفظ نہیں دیتا بلکہ اسے روحانی تحفظ دینے اور دلوں کو خالص کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ لجنہ اماء اللہ کا کام ہے کہ وہ اسلام میں عورتوں کے حقیقی رتبہ کو ظاہر کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہونے کی حیثیت سے خاص طور پر یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس الزام کا تدارک کریں کہ نعوذ باللہ اسلام عورتوں پر سختی اور ظلم کی تعلیم دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ بھی فرمایا کہ کس طرح ایک احمدی مسلمان کو مسلسل ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حقیقی عبادت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ہو۔ اگر یہ ہمارا مقصد ہو گا تو ہمارا ہر عمل چاہے بڑا ہو یا چھوٹا عبادت کا ذریعہ بن جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خدا کرے کہ آپ سب اپنے کردار سے لوگوں کو غلط ثابت کرنے والی ہوں جو اسلام پر الزام لگاتے ہیں کہ اسلام عورتوں سے ناروا سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ درحقیقت آپ سب تمام دنیا پر یہ بات ثابت کریں کہ جماعت احمدیہ کی عورتیں اور بچیاں اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشن مثالیں ہیں اور وہی ہیں جو آزادی کے حقیقی مفہوم کو سمجھتی ہیں۔ وہ آزادی جس کے ذریعہ عورت کے وقار اور عزت کا قیام ہوتا ہے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو زبان میں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ:

آپ میں سے اکثر پاکستان سے آنے والی ہیں جو گزشتہ چند سالوں میں پاکستان سے آئی ہیں یا جرمنی سے آنے والی ہیں جو گزشتہ چند سالوں میں جرمنی سے آ کر یہاں آباد ہوئی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ چاہے وہ جرمنی سے آنے والی ہوں یا پاکستان سے آنے والی، سوائے چند ایک کے اکثریت ان ممبرات کی ہے جن کو اپنے ملک میں مذہب کی آزادی نہیں ہے اور مذہبی آزادی کے نہ ہونے کی وجہ سے انہیں ملک چھوڑنا پڑا۔ حضور انور نے فرمایا کہ مذہب کی وجہ سے ہجرت جو ہے اس کی اللہ تعالیٰ نے بھی اجازت دی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ جن کی persecution ہوتی ہے جن پر ظلم کئے جاتے ہیں اگر وہ مذہب کی وجہ سے اپنے وطن کو چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بہتر انعام دے گا۔ ان کے حالات کو بہتر کرے گا۔ اور آپ سب جانتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِلّا ماشاء اللہ ساروں کے حالات یہاں آ کر بہتر ہی ہوئے ہیں۔ آپ کی اپنی کوئی قابلیت نہیں تھی کہ آپ سمجھیں کہ اپنی قابلیت کی وجہ سے آپ کو اس ملک میں رہنے کی اجازت ملی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ سب کچھ جو آپ کو ملا ہے وہ احمدیت کی وجہ سے ملا ہے۔ اس وجہ سے ملا ہے کہ اپنے ملک میں آپ پر ظلم ہو رہا تھا۔ جو جرمنی سے آئی ہیں وہ لوگ بھی کچھ عرصہ پہلے اسی وجہ سے پاکستان سے جرمنی آئے تھے کہ پاکستان میں مذہبی آزادی نہیں تھی۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو یہ انعام دیا ہے یہ جماعت احمدیہ کی وجہ سے دیا ہے۔ آپ کے حالات جو بہتر ہو رہے ہیں یہ جماعت احمدیہ کی وجہ سے ہو رہے ہیں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد میں نے جو باتیں ابھی انگریزی میں انگریزی دان طبقے کے لئے کہیں ہیں وہ یہی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنا بیعت کا حق ادا کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم عملاً اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ ہم عملاً قرآن کریم کی حکومت کو اپنے اوپر لاگو کریں۔ قرآن کریم نے ہمیں بہت سارے احکامات دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ سات سو احکامات کا ذکر فرمایا ہے۔ گو دوسری جگہوں پر اور بھی تعداد لکھی ہوئی ہے لیکن بہرحال سات سو احکامات کے بارے میں بتایا۔ تو اگر ہم لوگ قرآن کریم کے احکامات کو دیکھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں یا کرتے تو ہم بیعت سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے والوں کے لئے مقدر کیا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت کرو۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنی اور اپنی بچیوں کی عزت و ناموس اور عصمت کی حفاظت کریں۔ اپنے گھروں میں اپنے بچوں اور خاوندوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ بعض دفعہ بعض چھوٹے چھوٹے معاملات میں گھروں میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس میں جو ہماری بڑی بوڑھیاں ساسیں، مائیں ہیں ان کا کردار بھی بہت ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ گھروں میں امن اور سکون پیدا کریں اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے گھروں کو بعض دفعہ بعض عورتیں برباد کر رہی ہوتی ہیں۔ ان سے بھی میں کہتا ہوں کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ صبر اور حوصلے کے ساتھ یہ برداشت کرنی چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ذرا سی بات ہوئی اور فوری ردّعمل میں آ کر جتنا ظلم ہوا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ظلم کر دیا جائے۔ تو یہ ساری باتیں آپ کو یاد رکھنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حکم دیا ہے تو عبادت میں نماز کے علاوہ سب احکامات بھی آ جاتے ہیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوسرے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عبادتوں میں شمار کر لیتا ہے۔ پس آپ لوگ اپنے عملی نمونے یہاں دکھائیں۔ اس قوم کے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی آئندہ نسلوں کے لئے بھی۔ ان نسلوں کی تربیت کرنا آپ کا کام ہے کیونکہ اس ماحول میں پہلے سے زیادہ کوشش آپ کو کرنی پڑے گی۔ اپنی روحانیت میں ترقی کریں۔ آپ کے عملی نمونے روحانیت میں بھی ہونے چاہئیں اور اپنی نسل کی

بقیہ صفحہ 16 پر ملاحظہ کریں

ضروری اعلان برائے درویشان کرام

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مؤرخہ 11 مئی 1948ء کو اپنے ایک تاریخی پیغام میں درویشانِ کرام قادیان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:

''آپ لوگ وہ ہیں جو ہزاروں سال تک احمدی تاریخ میں خوشی اور فخر کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے۔ اور آپ کی اولادیں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی اور خدا کی برکات کی وارث ہوں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل بلاوجہ کسی کو نہیں چنتا۔'' (الفرقان ربوہ۔ درویشان کرام نمبر۔ اگست، ستمبر 1963ء صفحہ 5)

مؤرخہ 11 مئی 1948ء کو جو درویشان قادیان میں تھے اور اس پیغام کے اوّل المخاطبین میں سے تھے ان میں سے اکثر تادم واپسیں قادیان میں ہی موجود رہے۔ اور بہشتی مقبرہ کی مقدس خاک میں ابدی نیند سو گئے۔ اور ان میں سے بعض ابھی بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ (آمین)

مگر سعادت مندوں میں سے بہت سے اجازت لے کر قادیان سے اپنے آبائی وطنوں کی طرف یا بیرون ملک چلے گئے۔ ان جانے والوں کی تاریخ اور حالات شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو درکار ہیں۔ لہٰذا ایسے درویشان کرام جو قادیان سے بیرون ہند چلے گئے تھے ان سے یا ان کے اقرباء سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل نقاط کے مطابق اپنا مفصل مضمون بھجوائیں۔

1۔ مختصر حالات زندگی۔
2۔ عرصۂ درویشی میں کہاں کہاں خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔
3۔ عرصۂ درویشی کے ایمان افروز حالات و واقعات۔
4۔ اگر حضرت مصلح موعودؓ یا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ یا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں کوئی پیغام تحریری بھجوایا ہو تو اس کی فوٹو کاپی۔
5۔ اگر عرصۂ درویشی میں لی گئی کوئی تصویر ان کے پاس ہو تو وہ بھجوائیں۔
6۔ درویشان محترم کی اپنی تصویر۔
7۔ اولاد کی تفصیل اور یہ بھی کہ وہ کہاں کہاں پر ہیں۔

براہ کرم بیرون ہند میں مقیم درویشان کرام یا ان کے اقرباء یہ تفصیل محترم وکیل صاحب تعمیل و تنفیذ (برائے بھارت، نیپال اور بھوٹان) کی وساطت سے شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو بھجوا دیں۔

تمام درویشان کرام کی فہرست تاریخ احمدیت مطبوعہ از قادیان 2007ء کے صفحہ نمبر 372 تا 387 پر درج ہے۔

آپ کے گراں قدر تعاون کے لئے شعبہ تاریخ احمدیت قادیان شکر گزار ہوگا۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 323

مکرم احمد مرضی المراعیہ صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم احمد مرضی المراعیہ صاحب آف اردن کے احمدیت کی طرف سفر کا پہلا حصہ پیش کیا تھا۔ اس قسط میں باقی کے واقعات درج کئے جائیں گے۔

پچھلی قسط میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ مکرم احمد مرضی صاحب نے اپنے دوست سلطان کو جنّوں کے موضوع پر مکرم منیر ادلبی صاحب کی کتاب دی جو انہیں اچھی لگی اور انہوں نے اقرار کیا کہ اس کتاب کو پڑھ کے ان کی کافی غلطیوں کی اصلاح ہوگئی ہے۔ اس کے بعد مکرم احمد مرضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر یہ بات درست ہے تو کیوں نہ ہم دیگر عقائد کے بارہ میں بھی ایسے ہی تحقیق کریں۔ ہوسکتا ہے کہ دیگر امور کے بارہ میں بھی احمدیت کا مؤقف درست ہو؟ اس نے کہا کہ یہ اس جماعت کا مؤقف نہیں ہے بلکہ اس کتاب کے مؤلف کی رائے ہے۔

میں نے اس کے اس تبصرہ پر بحث کرنے کی بجائے اس سے وفات مسیح، دجال، قصص الانبیاء اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کی حقیقت جیسے مسائل پر بات کی تو محسوس کیا کہ جب میں ان مسائل کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علوم سے اخذ کردہ دلائل پیش کرتا تو وہ حیران و مبہوت ہو کر رہ جاتا۔ اسے ان دلائل کا کوئی ردّ نہ سوجھتا۔ پھر بھی وہ نہ ماننے کے حیلے بہانے تلاش کرنے کی کوشش کرتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان کی طبیعت کچھ اس طرح کی واقع ہوئی تھی کہ وہ خود کو ہارتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن یہاں احمدیت کے مضبوط دلائل کا اسکے پاس کوئی معقول ردّ نہ تھا اس لئے وہ بالکل بے بس ہو کر حیلے بہانے تلاش کر رہا تھا۔

مَیں نے عقائد کے متعلق اس گفتگو میں اپنے بعض دیگر ساتھیوں کو بھی شامل کر لیا۔ اور ہماری خوب گرما گرم بحثیں ہونے لگیں۔

جماعت سے رابطہ

سابقہ عقائد کے پیش نظر میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ سمجھنا مشکل تھا۔ لیکن جب بھی میں حضور علیہ السلام کی تصویر دیکھتا تو مجھے آپ کے چہرۂ مبارک پر نور کے ساتھ ساتھ سچائی اور وقار نمایاں طور پر نظر آتا۔ اسی طرح جب میں ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھتا تو آپ کے نورانی چہرہ کو دیر تک دیکھنے کے بعد کہتا کہ یہ شکل کسی جھوٹے کی نہیں ہوسکتی۔

بالآخر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے سوچا کہ مجھے کسی احمدی سے ملنا چاہئے۔ میں نے عربک ڈیسک میں فون کیا اور کسی احمدی سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ دو روز بعد مجھے اردن کے مکرم غانم صاحب نے فون کیا اور بتایا کہ میرے شہر میں بھی احمدی موجود ہیں اور ان میں سے ایک دوست مجھے فون کریں گے۔ یہ سن کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔ مَیں بہت جذباتی ہوگیا اور بے صبری سے اس احمدی کی کال کا انتظار کرنے لگا۔ بالآخر عدنان غرایبہ نامی اس احمدی کا فون آیا۔ میری دعوت پر انہوں نے فوراً میرے گھر آنے کا وعدہ کیا اور پھر جب وہ تشریف لائے تو دروازہ کھولتے ہی نہ جانے مجھے کیا ہوگیا مجھے ایسے لگا جیسے مَیں انہیں مدتوں سے جانتا ہوں۔ مَیں مارے خوشی کے کبھی انہیں چومتا تو کبھی گلے سے لگا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا۔ ہم نے بیٹھ کر مختلف موضوعات پر بات کی اور مَیں بیعت کرنے کے قریب تر ہوگیا لیکن ابھی بھی بعض امور میرے پاؤں کی زنجیر ثابت ہوئے اور مَیں بیعت کا فیصلہ نہ کرسکا۔

برکت کے بیج

اس ملاقات کے ایک روز بعد جب میں ایم ٹی اے پر پروگرام الحوار المباشر دیکھ رہا تھا کہ اس میں محمد شریف صاحب نے ایک ایسی بات کی جس کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے میری زندگی کا دھارا ہی بدل کے رکھ دیا۔ محمد شریف صاحب مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اگر آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں شک یا تردّد ہے تو خدا کے حضور گڑگڑا کر اخلاص نیت سے دعا کریں کہ وہ آپ کو حق اور باطل میں فرق کر کے دکھلا دے۔ یہ سنتے ہی میرے آنسو جاری ہوگئے۔ مَیں نے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے سچے ہونے کا کس قدر پختہ یقین ہے کہ گویا علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ خدا ان کے ساتھ ہے اور وہ ان کے اور ان کے مخالفین کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے۔

جب مَیں نے اس مسئلہ پر غور کیا تو پہلی دفعہ میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اٹھی کہ کیا خدا حی و قیوم نہیں ہے؟ کیا وہ زندہ خدا نہیں ہے؟ کیا وہ سمیع و مجیب نہیں ہے؟ اگر ہمارا خدا ایسا خدا ہے تو وہ ضرور راہنمائی کرے گا اور ضرور دعا کا جواب دے گا۔ لہٰذا اس رات سونے سے قبل میں نے ایک نئے احساس اور نئے جذبے کے ساتھ خدا تعالیٰ سے نہایت تضرع کے ساتھ دعا کی کہ اے خدایا تو میری راہنمائی فرما اور مجھے واضح طور پر بتا دے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں۔

جب اس متضرعانہ دعا کے بعد سویا تو رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک ریتلے راستہ پر چل رہا ہوں جس کے دونوں طرف بکثرت لوگ کھڑے ہیں جو ہلکی آواز میں باہم بحث یا مشورہ کے رنگ میں باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے ان کی باتوں کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ مَیں دائیں بائیں دیکھتے ہوئے اس راستے پر چلتا جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھے اپنے سامنے اس ریتلے راستے پر ایک شخص نظر آتا ہے جو جھک کر ریتلی زمین میں کچھ بیج بو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں اس قدر منہمک ہے کہ ایک لمحے کے لئے بھی سر اٹھا کر لوگوں کے اس ہجوم کی طرف نہیں دیکھتا نہ ہی ان کی کسی بات کا جواب دیتا ہے۔ مجھے خواب میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ ہجوم اس شخص سے استہزاء کر رہا ہے۔ مَیں اس شخص کے قریب ہوتا جاتا ہوں یہاں تک کہ اس کے بالکل سامنے جا کر پوچھتا ہوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ وہ شخص سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپؑ مجھے فرماتے ہیں: وَاللّٰہِ إِنِّيْ صَادِقٌ لاَ کَاذِبٌ۔ یعنی خدا کی قسم میں سچا ہوں اور جھوٹا ہرگز نہیں ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ میں ہاتھ بڑھاتا ہوں تو آپؑ اس پر بھی زمین میں بوئے جانے والے کچھ بیج رکھ دیتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ کیا ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ برکت کے بیج ہیں۔ جونہی آپ اپنی بات ختم کرتے ہیں یہ بیج تیز رفتاری کے ساتھ اُگنا شروع ہوتے ہیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر اُگنے والے پودوں کی شاخیں نکلنے لگتی ہیں۔

صبحِ نو اور بیعت

یہ رؤیا ختم ہوا اور رات بیتی تو نئی صبح کے ساتھ میری نئی زندگی بھی شروع ہوگئی۔ میرا دل شکوک سے صاف ہو چکا تھا اور میں نے بیعت کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ابھی مجھے ایمان و یقین میں مزید بڑھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اسی روز میں نے ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قصیدہ سنا جس کا ایک شعر یہ تھا:

وَاللّٰہِ إِنِّيْ صَادِقٌ لاَ کَاذِبٌ

شَہِدَتْ سَمَاءُ اللّٰہِ وَالْمَلَوَانِ

مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ہے جس کا ایک مصرعہ مَیں نے رؤیا میں حضور علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ یہ سن کر میرا ایمان مزید مضبوط ہوگیا۔ 19 ستمبر 2011ء کا دن میری روحانی ولادت کا دن تھا جو ہمیشہ کے لئے میری یادداشتوں میں زندہ رہے گا۔ مَیں نے بیعت ارسال کر دی اور میری زندگی کے آسمان سے گویا شکوک و شبہات کے بادل چھٹ کر ایمان و یقین کا روشن سورج طلوع ہوگیا۔

میری بیعت میں دشمنان کا کردار

مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے میں خدا تعالیٰ کے بعد دشمنانِ احمدیت کا بہت بڑا کردار ہے جن کے جھوٹ کے پلندوں میں مجھے آپؑ کی صداقت کے دلائل نظر آئے اور ان کے الزاموں میں آپؑ کی بریت کے ثبوت دکھائی دیئے۔

☆ مخالفین نے کہا کہ یہ شخص مختلف بیماریوں میں مبتلا ہے۔ میرے لئے اس میں بھی آپؑ کی صداقت کی بیّن دلیل تھی۔ مَیں نے کہا کہ یہ شخص خدا کی طرف سے ہے جس نے اِن بیماریوں کے باوجود اُسے اسلام کی تائید میں حقائق و معارف سے پُر بیسیوں کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

☆ انہوں نے کہا کہ اس شخص کو ہسٹیریا کے دورے پڑتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ کاش ہمارے بعض علماء کو بھی ایسے ہی دورے پڑیں اور وہ بھی ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' جیسی کتاب کے دو چار صفحے ہی لکھ دیں۔

☆ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے فریضۂ جہاد منسوخ کر دیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ جو جہاد آپؑ نے قلم اور دلیل کے حربے سے کر دکھایا ہے وہ تلوار اور بندوق سے ہونا ناممکن ہے۔ پھر اگر تلوار کا جہاد اسلام کا بنیادی حکم تھا تو تم لوگوں نے عملی طور پر لمبے عرصہ تک یہ جہاد کیوں چھوڑے رکھا؟ اور کھل کر لوگوں کو اس کی ترغیب کیوں نہ دی؟

☆ انہوں نے کہا کہ یہ شخص انگریز کی پیداوار ہے جسے انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کھڑا کیا تھا۔ مَیں نے کہا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے گھر میں رکھا تا بڑا ہو کر وہ اس کو غرق کرے اور اس کا ستیاناس کرے۔

اگر تمہاری بات صحیح بھی تصور کر لی جائے تو یہ کیسا آدمی انگریز نے کھڑا کیا جس نے ان کے دین کے اصولوں کو ہی جڑ سے اکھاڑ دیا؟

☆ انہوں نے کہا کہ خسوف کسوف کی حدیث ضعیف ہے۔ مَیں نے کہا کہ جس حدیث میں مذکور پیشگوئی کو خدا خود پورا کر دے اس کے ضعف کی دلیلیں تلاش کرنے والوں کو اپنی عقل کی فکر کرنی چاہئے۔

☆ انہوں نے کہا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ کوئی وحی ہوسکتی ہے۔ مَیں نے کہا پھر عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے آجائیں گے؟ اور اگر وحی نہیں تو امام مہدی کو اپنے مہدی ہونے کا علم کیسے ہوگا؟

☆ انہوں نے کہا کہ کوئی شامی اسے سکھاتا ہے اور بچپن میں اسے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی تھی اور اس کے ماننے والے حقیر اور جاہل لوگ ہیں اور اس نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ میں نے کہا کہ تمہارے ان الزامات کے بعد اس میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مشابہتیں ثابت ہوگئی ہیں۔ کیونکہ یہی الزام آپؑ کے آقاؐ پر بھی لگے۔ نیز تم الزام لگانے والوں اور کفارِ قریش اور علمائے یہود میں بھی کامل مشابہت ثابت ہوگئی۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت کے بعد میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی ایسی محبت پیدا ہوگئی کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا تو آنسو نکل آتے اور قرآن پڑھتا تو اشکبار ہو جاتا۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اور آپ کے تجدیدی مفاہیم کو سمجھنے کا نتیجہ تھا۔ مجھے پہلی مرتبہ احساس ہوا تھا کہ مَیں مسلمان ہوں۔

میرا دوست ۔۔ میرا دشمن

بیعت کرنے سے قبل میں نے اپنے احمدیت کی طرف میلان اور اس کی صداقت کے بارہ میں اپنے دوست سلطان سے بات کی تو وہ شدید ناراض ہوا اور مجھے احمدیت کے بارہ میں اپنے خیالات سے تائب ہونے کا مشورہ دیا۔ پھر جب میں نے اسے اپنی بیعت کے بارہ میں بتایا تو وہ سیخ پا ہوگیا اور نہ صرف یہ کہ میرے ساتھ سخت کلامی کرنے لگا بلکہ میرے دوستوں کو بھی میرے خلاف بھڑکایا۔ اس کے بعد اس کی ہر بات گالی گلوچ، طعن و تشنیع اور سخت کلامی جیسے عناصر پر ہی مشتمل ہوتی تھی۔

اس کے بعد میرا کام بھی بدل گیا اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ لیکن آج تک میرا یہ دوست جماعت کے شدید دشمنوں میں سے ہے اور جماعت کے خلاف گالی گلوچ اور بدزبانی میں آگے آگے ہے۔ اس کے اس قبیح فعل کے بالمقابل میرے دل سے اس کی ہدایت کی دعا ہی نکلتی ہے۔

اہلیہ کی بیعت

میری بیعت کے دو ماہ بعد ہی میری اہلیہ نے بھی مطمئن ہو کر بیعت کر لی، جبکہ میرے والدین نے گو بیعت تو نہیں کی لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ مَیں حق پر ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے 1924ء کے سفر یورپ کے دوران کی بعض مجالس سوال و جواب

[سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1924ء میں جب یورپ کا دورہ فرمایا اس دوران کئی ایک نہایت دلچسپ مجالس سوال و جواب منعقد ہوئیں۔ ایسی ہی بعض مجالس کی روداد ''انوار العلوم'' جلد8 میں شائع شدہ ہے۔ ذیل میں قارئین الفضل کی دلچسپی اور معلومات کے لئے بعض ایسی مجالس کی کارروائی شائع کی جا رہی ہے۔ آج بھی قریباً اسی قسم کے سوالات یورپ اور مغربی دنیا میں ہوتے ہیں۔ حضور رضی اللہ عنہ کے فرمودہ جوابات میں آج بھی یورپ کے مبلغین اور داعیان الی اللہ کے لئے بہت اہم اور مفید رہنمائی موجود ہے۔ امید ہے قارئین ان کا بغور مطالعہ کر کے ان روشن دلائل سے آراستہ ہوں گے جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائے اور اپنی تبلیغ میں ان سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ (مدیر)]

12/اکتوبر 1924ء کو ایک مجلس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نومسلموں کے نام ایک پیغام پڑھا گیا۔ اس کے بعد وہاں موجود انگریز مردوں، عورتوں کے ساتھ سوال و جواب کا ایک دلچسپ سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اردو میں سوالات کے جواب دیتے اور حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب ترجمان کی حیثیت سے اسے انگریزی میں بیان کرتے۔ ذیل میں اس کی روداد ہدیۂ قارئین ہے:

ایک سپرچولسٹ نے پردہ کے متعلق سوال کیا:

آپ نے فرمایا:

1۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے۔ اسلام عورت کی بہت عزت کرتا ہے۔ وہ ان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ مسجدوں میں جا کر عبادت کریں۔ لیکچر سن سکیں۔ اس وقت پردہ کی ضرورت مسلمان عورتوں کے لئے ایک پولیٹیکل پردہ کا رنگ رکھتی ہے۔ حکمران قوم کی حالت اَور ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان عورت کی ہتک کرے تو اس کا کیا انتظام ہوسکتا ہے۔ جو عورتیں کاروباری زندگی رکھتی ہیں ان کے لئے پردہ کے حدود اَور ہوں گے۔ عورت کو اسلام نے جس حصہ کے چھپانے کی اجازت دی ہے اس کو قائم رکھ کر وہ اپنے تمام کاروبار سرانجام دے سکتی ہے اور اس کا جس قدر رواج ہوگا سوسائٹی کی اخلاقی حالت ترقی کرے گی۔

2۔ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ قرآن مجید چونکہ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے اس لئے اس میں وہ تمام تعلیمات موجود ہیں جو ہر زمانہ کے لئے مفید اور ضروری ہیں۔ چونکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی کیا ضروریات کسی زمانہ میں ہوں گی۔ اس کی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے جو کچھ بھی ضروری ہے وہ سب موجود ہے۔

3۔ کاروباری زندگی میں عورتیں پردہ کی رعایت رکھ کر مَردوں سے کوآپریٹ کرسکتی ہیں۔

4۔ ہمارا فرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچاویں اور ان کو سمجھاویں۔ ہم عمل پر ان کو مجبور نہیں کرسکتے۔ معقولیت کے ساتھ سمجھا سکتے ہیں۔ کسی حکم کی حکمت اور فوائد دلیل سے بتا سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہ ہم اس پر عمل کراویں یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ ہاں یہ مَیں کہتا ہوں کہ اگر معقولیت کے ساتھ سن لینے کے بعد بھی ایک حق کا انکار کریں گے تو خدا کی طرف سے ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ انہیں اس کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

5۔ انسان کی آزادی کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک گھوڑے کے گلے میں رسّی پڑی ہوئی ہو اور وہ بہت لمبی ہو اور وہ اِدھر اُدھر چرتا پھرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ آزاد ہے۔ لیکن جب اس رسّی کے انتہائی درجہ تک پہنچتا ہے تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آزاد نہیں بلکہ پابند ہے۔ یہ خیال صحیح نہیں کہ انسان آزاد ہے۔ اس آزادی کی ایک انتہاء ہے۔

6۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ماننے والے ہیں وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ قیامت ہوگی اور دنیا کا انجام ہوگا تو اس صورت میں ان کو یہ ماننا پڑے گا کہ کوئی نہ کوئی آخری قانون ہے اور یہ قدرتی بات ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ وہ آخری قانون قرآن مجید ہے۔ انسان جس قدر ترقی کرے قرآن مجید اس کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب سے گفتگو

معمولی رسمی گفتگو مزاج پُرسی وغیرہ سے شروع ہوئی۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ پیرس میں کب تک ٹھہریں گے؟ آپ نے فرمایا: ایک ہفتہ کے قریب ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ہندوستان کے سِوا آپ کا سلسلہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہندوستان تو سلسلہ کا مرکز ہی ہے اس کے علاوہ تمام دنیا میں میری جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ مغربی افریقہ، ماریشس، سیلون، افغانستان، بخارا، ایران، چین، سماٹرہ، مصر، انگلستان، امریکہ، بیلجیم، ہالینڈ، روس، جرمنی، آسٹریلیا غرض ہر حصۂ دنیا میں یہ جماعت پھیلی ہوئی ہے اور خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔

مَیں نے شام (سیریا) کا سفر کیا ہے۔ دمشق میں یہ حالت تھی کہ ہر وقت کئی کئی سو آدمی کا مجمع رہتا تھا۔ ہوٹل والے نے آخر دروازے بند کر دیئے اور پولیس کو بلایا۔ لوگ ہوٹل کے نیچے کثیر تعداد میں جمع رہتے اور پولیس سے جا کر اجازت لے لے کر آتے تھے اور جب مَیں وہاں سے بیروت کے لئے روانہ ہوا تو باوجودیکہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی بہت بڑا مجمع سٹیشن پر ہوگیا۔

حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح پر حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نبی تھے اسی طرح مسیح موعود بھی نبی تھے۔ ہاں ان کے متعلق ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ یہ نبوت ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور فرمانبرداری کے طفیل ملی تھی اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ جس مسیح کی آمد کا وعدہ عیسائیوں کو دیا گیا تھا یا اسلام میں جس کی بشارت تھی وہ مرزا احمد ہی تھے اب کوئی اور موعود نہیں آئے گا اور مسیح کی قوت و روحانیت میں آئے تھے۔ یہ نہیں کہ مسیح کی روح ان میں آگئی تھی۔ پس ہم حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق **دو باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی تھے۔ دوسرے وہ مسیح کی سپرٹ اور طاقت لے کر آئے تھے۔ جب انسان کو خدا بنایا گیا یعنی مسیح کے متعلق لوگوں نے مبالغہ کر کے اس کو خدا قرار دیا تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ وہ دنیا پر مسیح کی حقیقت کو واضح کرے۔ چنانچہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم اور متبع کو یہ عزت دی کہ وہ مسیح موعود ہوا اور نَبِیُّ اللّٰہ ہو کر آیا تا کہ مسیح کی پوزیشن واضح ہوجائے۔**

ایک عورت کے سوال کا جواب

اس مقام پر ایک عورت نے سوال کیا۔ **کیا آپ ایمان رکھتے ہیں کہ یہ سپرٹ پھر آئے گی؟**

حضرت صاحب: موعود کا جہاں تک تعلق ہے وہ پورا ہو چکا ہے ہاں اس کی روح اور قوت میں کوئی اور بھی آسکتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے یحییٰ کا آنا تھا کہ وہ ایلیا کی روح اور قوت لے کر آئے۔ حضرت مسیح سے خود یہ سوال ہوا ہے۔ یہودیوں کا ملاکی نبی کی کتاب کے وعدہ کے موافق یہ عقیدہ تھا کہ ایلیا دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ انہوں نے جب مسیح کا دعویٰ سنا تو انہوں نے مسیح سے ایلیا کے آنے کے متعلق پوچھا۔ مسیح نے یہی جواب دیا کہ وہ آنے والا تو آچکا ہے اور وہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے۔ مسیح نے اس طرح پر دوسری آمد کا خود فیصلہ کر دیا کہ کسی کے دوبارہ آنے سے خود اس کا ہی آنا مراد نہیں ہوتا بلکہ کوئی دوسرا شخص اس روح اور قوت سے آتا ہے۔ ایسا ہی مسیح نے متی کی انجیل میں یہ بھی کہا کہ تم مجھے دوبارہ نہ دیکھو گے اور پھر کہا ہے مبارک ہے وہ جو آپ کے نام سے آئے۔ اس میں بھی مسیح نے بتا دیا ہے کہ مسیح کی دوبارہ آمد سے مراد روحانی آمد تھی نہ کہ خود اپنا آنا۔ جو لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں کہ مسیح دوبارہ آئے گا وہ غلطی پر ہیں۔ اگر قیامت تک بھی انتظار کریں تو وہ نہیں آئے گا۔ آنے والا آچکا اور مبارک وہ جو اس کو قبول کرتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا اور میں اسی آنے والے کا دوسرا خلیفہ ہوں جس طرح پر پیٹر (پطرس) دوسرا خلیفہ تھا۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ نبی کی روح ہمیشہ اپنے متبعین میں کام کرتی رہتی ہے۔ جو شخص نبی کی کامل اتباع کرے گا وہ ان برکات کو پالے گا جو اس نبی کو دیئے جاتے تھے اور اس کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوں گے۔ مسیح نے بھی اسی لئے اپنے حواریوں کو کہا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو پہاڑ تمہارے کہنے سے اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جو برکات دنیا کو دیئے گئے وہ اب بھی موجود ہیں۔ ہم میں ہزاروں ایسے ہیں جو ان برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ مَیں خود اس معاملہ میں تجربہ کار ہوں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات اور فضل آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اکثر نشانات میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور قبل از وقت اس نے مجھ کو بعض امور کی اطلاع دی اور میری دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔ مَیں ان میں سے دو واقعات بتاتا ہوں۔

(حضرت اقدس نے اس مقام پر ڈاکٹر مطلوب خان کی وفات کی خبر اور اس کی وجہ سے اس کے بوڑھے والدین کے تصور سے اپنے قلب کی کیفیت اور پھر اس کی خارق عادت زندگی کی بشارت کا ملنا اور اس کے زندہ رہنے کی خبر اور کیفیت کا ملنا بیان کیا۔ عورت نے سن کر کہا کہ فی الحقیقت یہ عجیب رؤیا ہے۔ پھر حضرت نے پلیگ کے متعلق واقعہ بیان کیا کہ)

گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ اب پلیگ بالکل دُور ہوگئی ہے اور اب اندیشہ نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ پلیگ کا دورہ ہوگا اور خطرناک ہوگا۔ چنانچہ میں نے قبل از وقت اس کے متعلق ایک خطبہ پڑھا جو اخبارات میں شائع ہوگیا۔ اس وقت کہیں پلیگ کا نام و نشان نہ تھا۔ لیکن بعد میں جب یہ بھی رؤیا شائع ہو چکی تو کچھ عرصہ کے بعد اس کا خطرناک دورہ ہوا اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب آدمی اس سے ہلاک ہوئے۔

میں نے انگلستان کے متعلق بھی ایک رؤیا دیکھا کہ مَیں ایک سمندر کے کنارہ پر ایک جرنیل کی حیثیت سے اُتر رہا ہوں اور خدا نے میرا نام ولیم دی کانکرر (فاتح ولیم) رکھا۔ اس وقت یہاں آنے کا خیال بھی نہ تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کے لئے عجیب سامان پیدا کئے۔ مذہبی کانفرنس کی طرف سے دعوت دی گئی۔ تب میں نے اپنی جماعت سے مشورہ کیا۔ مرکز سے میرا باہر نکلنا بہت ہی مشکل ہے۔ جماعت کی تنظیم اور تربیت بہت بڑا کام ہے۔ مختلف محکموں کے سیکرٹریوں کو ہدایات دینا اور ان کے کام کی نگرانی، دنیا کے ہر حصہ کے خطوط کا پڑھنا اور ان کے جوابات کے لئے ہدایات، یہ اتنا بڑا کام ہے کہ بعض اوقات میں صبح سے لے کر آدھی رات سے زیادہ تک کام کرتا ہوں۔ جماعت نے مجھے یہاں خود آنے کا مشورہ دیا اور خدا نے اس کے لئے آپ سامان پیدا کئے اور میرا یہاں آنا ہوا ہے اور اس کا جو نتیجہ اور اثر ہے وہ ظاہر ہے۔

پہلی بات جو لوگوں کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق روکتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ اسے ایک گمنام تحریک سمجھتے تھے۔ مگر میرے آنے کے بعد یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ عظیم الشان تحریک ہے۔ اب لوگوں کے دل کُھل گئے ہیں اور وہ اس کے سننے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے انگلستان کے بڑے بڑے آدمیوں نے کہا ہے کہ یہاں پچاس فیصدی سے زیادہ لوگ آپ کی تحریک سے واقف ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر پروفیسر نے اور اس کی سیکرٹری نے کہا کہ آپ نے موقع عظیم حاصل کرلیا۔

(اس کے بعد حافظ صاحب نے نیّر صاحب کے اعلان کے موافق تلاوت کی اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوگیا۔)

احمدیوں سے غیر احمدیوں کا سلوک

ایک سپرچولسٹ: میں نے جناب سے بہت باتیں کی ہیں **مگر مَیں ایک سوال اور پوچھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کا رویّہ احمدیہ موومنٹ کی طرف کیسا ہے جو ایسی موومنٹ ہے کہ سُرعت سے پھیل رہی ہے۔**

حضرت صاحب: ہماری جماعت کا 97 یا 98 فیصدی حصہ مسلمانوں میں سے ہی آیا ہے اور باقی 2 یا 3 فیصدی وہ لوگ ہیں جو غیر اقوام سے آئے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں میں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور جو غور و فکر کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور ہر طبقہ کے لوگ ہمارے ساتھ ملے ہیں علمائے اسلام، تاجر، زمیندار، گریجوئیٹس وغیرہ۔

جو لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں یا تو وہ اپنی ذاتی اغراض اور مفاد کی بناء پر کرتے ہیں اور بعض ناواقفیت کی وجہ سے۔ جن لوگوں کا اختلاف ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے وہ واقفیت ہونے پر ہماری طرف آرہے ہیں۔ اور نفسِ مخالفت کوئی چیز نہیں جب کوئی نیا نبی آتا ہے تو لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ مگر اس مخالفت میں اس کا کامیاب ہونا اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری مخالفت بھی ہوئی اور بہت ہوئی مگر خدا تعالیٰ نے جیسا کہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود کو پہلے سے خبر دی تھی کہ مخالفت ہوگی اور باوجود مخالفت کے خدا کامیاب کرے گا، ایسا ہی ہوا۔ ہر قسم کے لوگوں نے مخالفت کی اور خدا تعالیٰ نے ہر جگہ ہماری تائید کی اور اب یہ حالت ہے کہ جو مخالف ہیں وہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ جماعت اسلام کی خدمت اور اشاعت کرنے میں اپنی نظیر آپ ہے اور جماعت کی عملی حالت کے دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ ہونے کا بھی اقرار کرتے ہیں تعلیم یافتہ طبقہ ہماری طرف آرہا ہے۔

(انوار العلوم جلد8 صفحہ 579 تا 584)

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ۔ ان واقعات میں سبق بھی ہیں، نصائح بھی ہیں، تاریخ بھی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بھی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری زندگیوں میں بڑا موٴثر کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ہماری زندگیاں سنوارنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے۔ صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے۔ اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اور مکمل طور پر ہمیں اپنی رضا پر چلائے، اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنا کردار ہم ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے، جماعت کے افراد سے خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/اکتوبر 2014ء بمطابق 24 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

دو دن ہوئے الفضل انٹرنیشنل کا تازہ شمارہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطاب کا ایک حصہ دیا ہوا تھا جس میں آپ نے اس وقت 1937ء میں یہ توجہ دلائی تھی کہ ابھی کئی صحابہ موجود ہیں اس لئے ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور کلمات جمع کروائے جائیں کیونکہ ایک زمانہ آئے گا جب بہت سے مسائل کے حل کے لئے ان باتوں کی بہت اہمیت ہو جائے گی۔ ایک مثال آپ نے بیان فرمائی کہ ایک نوجوان صحابی نے مجھے بتایا کہ انہیں صرف اتنا یاد ہے کہ مَیں جب بہت چھوٹا سا تھا تو ایک دن مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کچھ دیر آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا اور برابر کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ہاتھ علیحدہ کیا اور کسی کام میں مصروف ہو گئے۔

آپ لکھتے ہیں کہ اس نے تو یہی کہا کہ مجھے صرف اتنا یاد ہے۔ گو میں صحابی ہوں لیکن صرف مجھے اتنی بات یاد ہے۔ اب یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن آپ نے کہا کہ ان باتوں میں بھی بڑے نتائج نکلتے ہیں۔ مثلاً اس ایک چھوٹی سی بات سے ہی پتا چلتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں جانا چاہئے۔ پھر یہ بھی کہ جب ضرورت محسوس ہو تو محبت سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ پکڑا رکھا ٹھیک ہے لیکن جب ضرورت محسوس ہوئی، کام کرنا تھا تو محبت سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایسی باتیں بعض دفعہ بعد میں اٹھنے والے مسائل کا جواب ہوتی ہیں۔ پس ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق میں بیان کی ہے اس میں سبق ہوتا ہے کہ بچوں سے بھی محبت سے ہاتھ پکڑے رکھا، چھڑوایا نہیں۔ جب ضرورت ہوئی، کام کی ضرورت ہوئی، تو طریقے سے، محبت سے، پیار سے چھڑوا بھی لیا تا کہ بچے پر بُرا اثر بھی نہ پڑے۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 24 تا 30 اکتوبر 2014ء صفحہ 4، ماخوذ از انوار العلوم جلد 14 صفحہ 552 تا 555)

صحابہ کے واقعات تو پہلے بھی مَیں بیان کرتا رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے انداز میں بھی اپنے بعض واقعات بیان کئے یا جو آپ کے سامنے ہوئے جو آپ نے دیکھے وہ آپ بیان فرماتے رہے اور آپ کے مختلف خطابات اور خطبات میں یہ چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں سبق بھی ہیں۔ نصائح بھی ہیں۔ تاریخ بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بھی ہے۔ اس کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ یہ سب باتیں ہماری زندگیوں میں بڑا مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ہماری زندگیاں سنوارنے والی ہیں۔ ہمارے ایک واقف زندگی حبیب الرحمٰن صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو مختلف جگہوں سے نکال کے جمع کریں۔ اچھی کوشش ہے لیکن بعض باتیں بغیر سیاق و سباق کے واضح نہیں ہو سکتیں کیونکہ انہوں نے صرف واقعات اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اس کے لئے کچھ اصول اور طریقے بنانے ہوں گے۔ بہرحال ایک خاص شکل دیئے جانے کے بعد جب یہ علیحدہ چھپ جائے گی تو امید ہے کہ ہمارے لٹریچر میں اچھا اضافہ ہو گا۔

اس وقت مَیں نے یہاں بیان کرنے کے لئے بعض باتیں اور واقعات لئے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنے ہیں یا آپ نے دوسروں کے واقعات اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں نصائح بھی ہیں اور بعض باتوں کی وضاحتیں بھی۔ چند ایک آج مَیں بیان کروں گا۔ کسی خاص موضوع پر نہیں بلکہ مختلف قسم کے واقعات ہیں اور آئندہ بھی حسب موقع بیان ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ خطبے میں اس لئے مَیں یہ واقعات بیان کرتا ہوں اور کروں گا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں خطبہ جمعہ جو ہے یہ سب سے زیادہ جماعت احمدیہ میں سنا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض مسائل حل کرنے میں یہ باتیں کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی تک یہ پہنچنا ضروری ہیں اور خطبہ ہی اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ایک کتّا ہمارے دروازے پر آیا اور مَیں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں صرف حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تھے۔ مَیں نے اس کتّے کو اشارہ کیا اور کہا کہ ٹیپو ٹیپو ٹیپو۔ حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر آئے اور فرمایا ''تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتّوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتّے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا''۔ لکھتے ہیں کہ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہو گئی اور مَیں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نام کو اتنی برکت بخشی کہ خدا تعالیٰ کا زمانے کا ماموراس کی قدر کرتا ہے اور اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔

(الفضل ربوہ یکم اپریل 1958ء صفحہ 3 جلد 47 نمبر 76)

اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا امتیاز برداشت کرنا حلم کی تعریف میں داخل نہیں وہاں حضرت صاحب کی بے پناہ دینی اور قومی حمیّت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ بچہ جو آپ کے نہایت محنت سے لکھے ہوئے قیمتی مسودات کو جن پر خدا جانے کتنے گھنٹوں یا راتوں کی محنت آپ نے صرف فرمائی ہو گی، آن واحد میں تیلی دکھا کر خاکستر کر دیتا ہے اس کا یہ فعل تو آپ برداشت فرما لیتے ہیں اور اس تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے جو اس کے نتیجے میں دوبارہ آپ کو اٹھانی پڑی۔

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 78 شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

یہ واقعہ جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے جب آپ چھوٹے بچے تھے اور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب جو آپ تصنیف فرما رہے تھے، اس کا جو مسودہ لکھا ہوا تھا اس سارے کے سارے کو آگ لگا دی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر کچھ نہیں کہا۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ صفحہ 21-20 پبلشر ابوالفضل محمود قادیان)

تو آپ یہی فرما رہے ہیں کہ اس کو تو برداشت کرلیا جو آپ کی اتنی محنت تھی لیکن یہ برداشت نہیں ہوا کہ ایک قومی لیڈر جو ہے اس کی ذراسی بھی ہتک کی جائے۔ فرماتے ہیں لیکن ایک مسلمان سلطان جو قومی حمیّت میں شہید ہوا اور جس کے ساتھ آپ کا اسلام کے سوا کوئی اور رشتہ نہ تھا اس کے نام کو ایک بچے کا لاعلمی کی بِنا پر بھی اس رنگ میں لینا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو آپ سے برداشت نہ ہوسکا۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو حضرت صاحب پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔ قومی حمیّت سے لبریز وہ دل جو سلطان فتح علی ٹیپو کی محض اس لئے انتہائی عزت کرتا تھا کہ انگریز کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے اس نے اپنی زندگی مردانہ وار نثار کردی۔ کیسے ممکن ہے کہ ایسے غیور انسان کے متعلق کسی غیر قوم کے ایجنٹ ہونے کا واہمہ تک بھی دل میں لایا جائے۔

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 78 شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

پھر ایک جگہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ’’میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جاسکے۔ مَیں اس وقت بالغ نہیں ہوا تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ (چھوٹا تھا۔ بچہ تھا۔) تاہم مَیں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آرہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا۔ آپ واپس آرہے ہیں۔ کیا نماز ہوگئی ہے؟ تو انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں۔ مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ مَیں واپس آگیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آگیا اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب ان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔ لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ مَیں خود تو مسجد میں گیا نہیں تھا۔ معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی۔ مَیں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا کہ مسجد میں جگہ نہیں۔ مجھے فکر یہ ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے، دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ مَیں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا کہ ہاں حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ میں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی۔ خدا نے میری بریّت کے لئے یہ سامان کر دیا کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی اس کی تصدیق کرا دی یا فی الواقعہ اس دن غیر معمولی طور پر زیادہ لوگ آئے تھے۔ بہرحال یہ ایک واقعہ ہوا ہے جس کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا‘‘۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 164-163)

پھر آپ اپنے بچپن کا ایک ہلکا پھلکا واقعہ اپنی تحریر کے بارے میں اور تعلیم کے بارے میں بھی بیان فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ’’میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپ چونکہ طبیب بھی تھے اور اس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اس قابل نہیں کہ مَیں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اس لئے آپ کا طریق تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے۔ میاں میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں میری آنکھ میں سخت کُکرے پڑ گئے تھے اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دکھتی رہیں اور ایسی شدید تکلیف کُکروں کی وجہ سے پیدا ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی بینائی ضائع ہوجائے گی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپ نے کتنے روزے رکھے۔ بہرحال تین یا سات روزے آپ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لئے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو (مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس وقت) یکدم میں نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اس بیماری کی شدت اور اس کے متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا پہچانا ہوا ہو تو مَیں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آسکتی۔ صرف دائیں آنکھ کام کرتی ہے مگر اس میں بھی ککرے پڑ گئے اور وہ ایسے شدید ہو گئے کہ کئی کئی راتیں مَیں جاگ کر کاٹا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اس کی مرضی پر ہوگی‘‘۔ (اب یہ دیکھیں اس میں پیشگوئی حضرت مصلح موعود کا بھی ایک پہلو نکلتا ہے کہ باوجود سب کچھ کے، اس بیماری کے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا ’علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘، وہ بھی کس طرح اللہ تعالیٰ نے پُر کیا ہے۔ آپ نے ایک جگہ لکھا ہوا ہے کہ میں نے لاکھوں کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ اور بڑی جلدی پڑھ لیا کرتے تھے۔) بہرحال فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے۔ اگر نہ پڑھے تو اس پر زور نہ دیا جائے کیونکہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ یہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ تم قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولوی صاحب سے (یعنی حضرت خلیفہ اول سے) پڑھ لو۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے اِسی سال ہمارے ساتھ ملنے کی توفیق عطا فرمائی ہے (یہ پہلے کچھ عرصے کے لئے غیر مبائع میں علیحدہ ہو گئے تھے۔) تو فرماتے ہیں کہ وہ ہمارے حساب کے استاد تھے اور لڑکوں کو سمجھانے کے لئے بورڈ پر سوالات حل کیا کرتے تھے لیکن مجھے اپنی نظر کی کمزوری کی وجہ سے بورڈ دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ جتنی دُور بورڈ تھا اتنی دور تک میری بینائی کام نہیں کرسکتی تھی۔ پھر زیادہ دیر تک مَیں بورڈ کی طرف یوں بھی دیکھ نہیں سکتا تھا کیونکہ نظر تھک جاتی تھی۔ اس وجہ سے مَیں کلاس میں بیٹھنا فضول سمجھا کرتا تھا۔ کبھی جی چاہتا تو چلا جاتا اور کبھی نہ جاتا۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسے میں آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ شکایت کی تو مَیں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس قدر ناراض ہوں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا کہ (ماسٹر فقیر اللہ صاحب!) آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے آپ کی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے نہ آئے کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ نے کون سا حساب سیکھا تھا۔ اگر یہ مدرسے میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے‘‘۔ حساب کی بھی بات بتا دوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد میں حساب ایسا تھا کہ تقریر کے دوران ہی لاکھوں کی ضربیں تقسیمیں کر کے حساب سامنے رکھ دیا کرتے تھے۔

بہرحال فرماتے ہیں کہ ’’یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آ گئے۔ مَیں نے اس نرمی سے اَور بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور پھر مدرسے میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ کبھی مہینے میں ایک آدھ دفعہ چلا جاتا تو اور بات تھی۔ غرض اس رنگ میں میری تعلیم ہوئی اور مَیں درحقیقت مجبور بھی تھا کیونکہ بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا اور چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا رہا۔ (جگر کی خرابی کے لئے یہ علاج بھی اچھا ہے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی)۔ پھر اس کے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی تھی‘‘۔ اس کے لئے بھی علاج ہوتا تھا۔ اور پھر آنکھوں کے کُکرے۔ کافی بیماریاں تھیں۔ پھر اس کے ساتھ بخار بھی شروع ہوجاتا تھا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا تھا۔ تو کہتے ہیں ’’میری پڑھائی کے متعلق بزرگوں کا فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھ لے اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا۔ ایک دفعہ ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا۔ مَیں اب بھی بہت بدخط ہوں۔ (لکھائی اچھی نہیں۔) مگر اس زمانے میں میرا اتنا بدخط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا کہ مَیں نے کیا لکھا ہے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ پتا لگائیں میں نے کیا لکھا ہے مگر انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ ان کی طبیعت بڑی تیز تھی۔ غصے میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ مَیں بھی اتفاقاً اس وقت گھر میں ہی تھا۔ ہم تو پہلے ہی ان کی طبیعت سے ڈرا کرتے تھے۔ حضرت

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

مسیح موعودعلیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچے تو اَور بھی ڈر پیدا ہوا کہ اب نا معلوم کیا ہو۔ خیر میر صاحب آ گئے اور حضرت صاحب سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ میں نے اس کا اردو کا امتحان لیا۔ آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں۔ اس کا اتنا بُرا خط ہے کہ کوئی بھی یہ خط نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اسی جوش کی حالت میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے یہ کہنے لگے کہ آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے جب میر صاحب کو اس طرح جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا۔ ’’بلاؤ حضرت مولوی صاحب کو‘‘۔ جب آپ کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آپ ہمیشہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلا لیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ آپ تشریف لائے اور حسب معمول سر نیچا ڈال کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے سامنے سر اٹھا کر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ’’مولوی صاحب! مَیں نے آپ کو اس غرض کے لئے بلایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا امتحان لے لیا جائے‘‘۔ یہ کہتے ہوئے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر میں ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اس کو نقل کرو۔ بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے لیا۔ مَیں نے بڑی احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر نقل کر دیا۔ اول تو وہ عبارت کوئی زیادہ لمبی نہیں تھی۔ دوسرے مَیں نے صرف نقل کرنا تھا اور نقل کرنے میں تو اور بھی زیادہ آسانی ہوتی ہے کیونکہ اصل چیز سامنے ہوتی ہے۔ پھر مَیں نے آہستہ آہستہ نقل کیا۔ الف اور باء وغیرہ احتیاط سے ڈالے۔ جب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے۔ مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی میری تائید میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے حضور! میر صاحب کو یونہی جوش آ گیا ہے ورنہ خط تو اچھا بھلا ہے۔

لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اوّل نے پھر مجھے کہا کہ میاں مجھ سے بخاری تو پوری پڑھ لو۔ دراصل میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب سے قرآن اور بخاری پڑھ لو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی زندگی میں ہی مَیں نے آپ سے قرآن اور بخاری پڑھنی شروع کر دی تھی گو ناغے ہوتے رہے۔ اسی طرح طب بھی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی ہدایت کے ماتحت مَیں نے آپ سے شروع کر دی تھی۔

(ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 565 تا 569)

پھر جب آپ نے تشحیذ الاذہان رسالہ جاری فرمایا تو اس کے بارے میں حضرت خلیفہ اول کا کیا کیا سلوک تھا۔ کیا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ’’عرصہ ہوا کہ جبکہ پہلے پہل میں نے چند ایک دوستوں کے ساتھ مل کر رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا۔ اس رسالے کو روشناس کرانے کے لئے جو مضمون میں نے لکھا جس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے تھے وہ جب شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس کی خاص تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حضور اسے ضرور پڑھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد مبارک میں وہ رسالہ منگوایا اور غالباً مولوی محمد علی صاحب سے وہ مضمون پڑھوا کر سنا اور تعریف کی۔ لیکن اس کے بعد جب مَیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر میرا دل خوش نہیں ہوا۔ اور فرمایا کہ ہمارے وطن میں ایک مثل مشہور ہے کہ اونٹ چالی اور ٹوڈا بتالی۔ اور تم نے یہ مثل پوری نہیں کی۔ میں تو اتنی پنجابی نہیں جانتا تھا کہ مطلب سمجھ سکتا۔ اس لئے میرے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ شاید تم نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ یہ ہمارے علاقے کی ایک مثال ہے۔ کوئی شخص اونٹ بیچ رہا تھا اور ساتھ اونٹ کا بچہ بھی تھا جسے اُس علاقے میں ٹوڈا کہتے ہیں۔ کسی نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپے ہے مگر ٹوڈے کی بیالیس روپے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ تو اس نے کہا کہ ٹوڈا اونٹ بھی ہے اور بچہ بھی۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل نے خلیفہ ثانی کو فرمایا کہ تمہارے سامنے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی۔ آپ نے جب یہ تصنیف کی تو اس وقت آپ کے سامنے کوئی اسلامی لٹریچر موجود نہ تھا مگر تمہارے سامنے یہ موجود تھی اور امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ مامورین سے بڑھ کر علم تو کوئی کیا لا سکتا ہے سوائے اس کے کہ ان کے پوشیدہ خزانوں کو نکال نکال کر پیش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ بعد میں آنے والی نسلوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ گزشتہ بنیاد کو اونچا کرتے رہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے آئندہ نسلیں اگر ذہنوں میں رکھیں تو خود بھی برکات اور فضل حاصل کر سکتی ہیں۔ اور قوم کے لئے بھی برکات اور فضلوں کا موجب ہو سکتی ہیں مگر اپنے آباء سے آگے بڑھنے کی کوشش نیک باتوں میں ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ چور کا بچہ ہو تو وہ چوری شروع کر دے۔ نمازی آدمی کی اولاد کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر نمازی بنے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل قادیان مؤرخہ 26 فروری 1931ء صفحہ 9 نمبر 99 جلد 18۔ ماخوذ از خطبات محمود جلد سوم صفحہ 457-456)

قرآن کریم کی عظمت کے بارے میں ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ ’’مجھے بھی اپنے بچپن کی ایک جہالت یاد ہے۔ جب مَیں چھوٹا بچہ تھا تو جب حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس میں بعض دشمن آتے اور آپ پر اعتراض کرتے تو چونکہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت سادگی سے بات کرتے تھے۔ بعض دفعہ مجھے یہ وہم ہوتا تھا کہ شاید آپ اس شخص کی چالاکی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ مگر جب دشمن مخالفت میں بڑھ جاتا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی آسمانی طاقت نے آپ پر قبضہ کر لیا ہے اور آپ اس شان سے جواب دیتے کہ مجلس پر سنّاٹا چھا جاتا تھا۔ ایسی ہی بیوقوفی ان لوگوں کی ہے جو اس وقت کہ جب کوئی شخص قرآن شریف پر اعتراض کرے تو کہتے ہیں چُپ ہو جاؤ ورنہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ (عام طور پر غیروں سے، مولویوں سے بات کریں تو یہی کہتے ہیں کہ باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ نئی بیعتیں کرنے والے کئی لوگ ہیں جو یہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ سمجھ نہیں آیا تو مولوی کہتے ہیں کہ تمہیں سمجھ نہیں آ سکتا اس لئے چُپ کر جاؤ۔ نہیں تو ایمان ضائع ہو جائے گا)۔ حالانکہ یہ فضول بات ہے۔ چاہئے تو یہ کہ قرآن شریف پر جو اعتراض ہو ان کے جوابات ایسے دیئے جائیں کہ دشمن بھی ان کی صداقت کو مان جائے۔ نہ یہ کہ اعتراض کرنے والے کو اعتراض کرنے سے منع کر دیا جائے اور شکوک کو اس کے دل میں رہنے دیا جائے۔ مجھے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی ایک بات خوب یاد ہے۔ میں نے کئی دفعہ اپنے کانوں سے آپ کے منہ سے یہ بات سنی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا میں سارے (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ ہوتے تو اتنے بڑے قرآن شریف کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف بسم اللہ کی ’’ب‘‘ کافی تھی۔ قرآن کریم کا اتنا پُر معارف کلام جو نازل ہوا ہے یہ ابوجہل کی وجہ سے ہے۔ اگر ابوجہل جیسے انسان نہ ہوتے تو اتنے مفصّل قرآن شریف کی ضرورت نہ تھی۔ غرض قرآن کریم تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر جتنے اعتراضات ہوں گے اتنی ہی اس کلام کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ پس یہ ڈر کہ اعتراض مضبوط ہو گا تو اس کا جواب کس طرح دیا جائے گا ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ کیا خدا کے کلام نے ہمارے ایمان کی حفاظت کرنی ہے یا ہم نے خدا کے کلام کی حفاظت کرنی ہے؟ وہ کلام جس کو اپنے بچاؤ کے لئے انسان کی ضرورت ہے وہ جھوٹا کلام ہے اور چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ ہمارے کام کا نہیں۔ ہمارے کام کا وہی قرآن شریف ہے جس کی حفاظت کے لئے کسی انسان کی ضرورت نہ ہو بلکہ اس کا محافظ خدا ہو اور اس پر جو اعتراض ہو وہ خود اس کو دُور کرے اور اپنی عظمت آپ ظاہر کرے۔ ہمارا قرآن کریم ایسا ہی ہے‘‘۔

(قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق تاکید۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 160)

پھر نفس کی کمزوری کا محاسبہ کس طرح ہونا چاہئے۔ یعنی کہ اپنے نفس پر آپ کو کنٹرول ہونا چاہئے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ لاہور کی ایک گلی میں ایک شخص نے آپ کو دھکا دیا۔ آپ گر گئے جس سے آپ کے ساتھی جوش میں آ گئے اور قریب تھا کہ اسے مارتے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنے جوش میں سچائی کی حمایت میں ایسا کیا ہے۔ اسے کچھ نہ کہو۔ پس انبیاء اپنے نفس کے سوال کی وجہ سے نہیں بولتے بلکہ خدا کی عزت کے قیام کے لئے بولتے ہیں۔ تو یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی بھی ایسا ہی کرتے ہیں (جس طرح عام لوگ کرتے ہیں)۔ ان میں اور عام لوگوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ وہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور عام لوگ اپنے لئے کرتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام حضرت معاویہ کی نماز کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے ایک مرتبہ فجر کی نماز قضاء ہو گئی لیکن وہ اس غلطی کے نتیجے میں نیچے نہیں گرے بلکہ ترقی کی۔ پس جو گناہ کا احساس کرتا ہے وہ گناہ سے بچتا ہے۔ جب گناہ کا احساس نہیں رہتا تو انسان معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پس مومن کو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم پر غور کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ وہ خطرات سے محفوظ نہیں ہوا۔ صرف اسی وقت محفوظ ہو سکتا ہے کہ جب خدا کی آواز اسے کہہ دے۔ پس انسان کو اپنے نفس کی کمزوری کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کے لئے روحانیت کے راستے کھل جاتے ہیں۔ جو ایسا نہیں کرتا اس کے لئے روحانیت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور ایسا انسان گمراہ ہو جاتا ہے‘‘۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 142-141)

مخالفت جو جماعت کی ہوتی ہے، نبی کی ہوتی ہے، یہ ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس بارے میں لکھتے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دفعہ ہم نے ایک واقعہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن جب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان میں سے سعید روحیں ہماری طرف آ جائیں گی۔ لیکن جب نہ تو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں اور بالکل خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لئے تکلیف دِہ ہوتی ہے۔ آپ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ نبی کی مثال اُس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کچھ پاگل سی تھی اور شہر کے بچے اسے چھیڑا کرتے تھے اور وہ انہیں گالیاں اور بددعائیں دیا کرتی تھی۔ آخر بچوں کے ماں باپ نے تجویز کی کہ بچوں کو روکا جائے کہ وہ بڑھیا کو دِق نہ کیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے بچوں کو سمجھایا۔ مگر بچے تو بچے تھے وہ کب باز آنے والے تھے۔ یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر بچوں کے والدین نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور دروازوں کو بند رکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور دو تین دن تک بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا۔ اس بڑھیا نے جب دیکھا کہ اب بچے اسے تنگ نہیں کرتے تو وہ گھر گھر جاتی اور کہتی کہ تمہارا بچہ کہاں گیا ہے؟ کیا اسے سانپ نے ڈس لیا ہے؟ کیا وہ ہیضے سے مر گیا ہے؟ کیا اس پر چھت گر پڑی ہے؟ کیا اس پر بجلی گر گئی ہے؟ غرض وہ ہر دروازے پر جاتی اور قسم قسم کی باتیں کرتی۔ آخر لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا نے تو پہلے سے بھی زیادہ گالیاں اور بددعائیں دینا شروع کر دی ہیں۔ اس لئے بچوں کو بند رکھنے کا کیا فائدہ۔ انہوں نے بچوں کو چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہی حالت نبی کی ہوتی ہے۔ جب مخالفت تیز ہوتی ہے تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے۔ اور جب مخالف چُپ کر جاتے ہیں تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو لوگوں کی توجہ الٰہی سلسلے کی طرف نہیں ہو سکتی“۔

(ماخوذ از رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام اہم واقعات...... انوار العلوم جلد 19 صفحہ 152)

نبی کی طرف سے گالیاں تو نہیں آتیں۔ نبی کی طرف سے تو ہر صورت میں دعائیں ملتی ہیں۔ لیکن مخالفت جب تیز ہوتی ہے تو مخالفین کے لئے بھی دعائیں ہوتی ہیں تا کہ ان میں سے سعید روحیں پھر حق کو قبول بھی کر لیں۔

پھر مخالفت ترقی کا ذریعہ ہے۔ اس بارے میں کہتے ہیں کہ ”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ وہ شاعر بھی تھے اور بڑے مشہور ادیب بھی تھے۔ نواب صاحب رام پور نے انہیں اردو محاورات کی لغت لکھنے پر مقرر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ نواب صاحب رام پور کے پاس مشہور شاعر مینائی کے مسودات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اردو کی ایک بڑی بھاری لغت لکھی ہوئی تھی مگر ابھی اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ نواب صاحب وفات پا گئے۔ (ان کے جانشین) نواب صاحب رام پور نے وہ مسودات مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ تم انہیں مکمل کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ رام پور میں تو ہماری بڑی مخالفت ہے اور آپ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی توجہ کیسے ہوئی؟ وہ کہنے لگے کہ مجھے کسی نے درّثمین دی تھی۔ مَیں چونکہ خود شاعر ہوں۔ میں نے آپ کا کلام پڑھا جس کی وجہ سے میں بہت متأثر ہوا کیونکہ اس میں محبت رسول بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وہاں آئے اور انہوں نے ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب اسلام کے سخت دشمن ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ مَیں نے ان کی تقریر سن کر سمجھا کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں ورنہ ان مولوی صاحب کو آپ کے متعلق اتنا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس شخص کے اندر اس قدر محبت رسول ہے کہ اس کا کلام اس سے بھرا پڑا ہے اس کے متعلق اگر کوئی مولوی کہتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن ہے تو وہ مولوی یقیناً جھوٹا ہے۔ اور جس شخص پر وہ ہتک رسول کا الزام لگاتا ہے وہ سچا ہے۔ ورنہ اس تقریر کرنے والے کو جھوٹے دلائل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سچی بات کہتا کہ اگرچہ اس شخص نے درّثمین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کی ہے، خدا تعالیٰ کی بڑی تعریف کی ہے مگر ہے جھوٹا۔ اگر وہ ایسا کہتا تو پھر کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن اس نے سچائی کو بالکل ترک کر دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بدگوئی کرتا ہے۔ میں نے اس کی تقریر سنی تو فوراً سمجھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں اور مَیں آپ کی بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات دشمن تو یہ کوشش کرتا ہے کہ مومنوں کے خلاف لوگوں میں جوش پیدا کرے لیکن بجائے جوش ابھرنے کے وہ بات مومنوں کے حق میں مفید ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کا ایک پرانا، شروع کا، ابتدائی زمانے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ”گجرات کے ضلع میں چک سکندر کے قریب بھاؤ گھسیٹ پور ایک گاؤں ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں چند نہایت ہی مخلص بھائی رہا کرتے تھے“۔ لکھتے ہیں کہ ”مَیں اس وقت چھوٹا تھا مگر مجھے خوب یاد ہے کہ وہ بڑے شوق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں آ کر بیٹھا کرتے تھے اور بڑے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک سالے تھے (یعنی بیوی کے بھائی) جن کا نام علی شیر تھا۔ (یہ پہلی بیوی کے بھائی تھے۔) چونکہ خدائی منشاء اور اس کے احکام کے ماتحت آپ نے حضرت ام المومنین سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے آپ کی پہلی بیوی کے رشتہ دار آپ سے مخالفت رکھنے لگ گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی ایک بہت ہی نیک عورت تھیں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ ہم سے اتنی محبت کرتی تھیں کہ کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ ”ماں سے زیادہ چاہے پھپھے کٹنی کہلائے“۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم بچپن میں یہی سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے ماں سے بھی زیادہ پیار کرتی ہیں“۔ (اس لئے لوگوں کی یہ جو غلط فہمیاں ہیں ناں کہ پہلی بیوی سے تعلق نہیں تھا وہ بھی غلط ہے۔) لکھتے ہیں کہ ”ہماری بڑی بہن عصمت جب فوت ہوئیں تو ان دنوں چونکہ محمدی بیگم کی پیشگوئی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتے داروں نے ایک مخالفانہ اشتہار شائع کیا تھا اس لئے ہمارے اور ان کے درمیان کے گھر کا جو دروازہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بند کروا دیا تھا۔ حضرت ام المومنین نے سنایا کہ جب عصمت بیمار ہوئی اور اس کی حالت نازک ہو گئی تو جس طرح ذبح ہوتے وقت مرغی تڑپتی ہے وہ تڑپتی تھی۔ (یعنی بچی تڑپتی تھی، بچی بے چین ہوتی تھی) اور بار بار کہتی تھی کہ میری امّاں کو بلا دو۔ (یعنی بڑی والدہ کو۔) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئیں اور انہوں نے عصمت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تو اسے آرام اور سکون حاصل ہوا اور تب اس کی جان نکلی۔ غرض وہ بہت ہی نیک عورت تھیں اور ان کو اپنی سوکن کے بچوں سے بہت زیادہ محبت تھی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وہ بڑی محبت رکھتی تھیں اور آپ کی بڑی قدر کرتی تھیں اور آپ کے متعلق کسی سے بھی کوئی بری بات نہیں سن سکتی تھیں۔ مگر ان کے بھائی بڑے متعصب تھے اور وہ آنے والے احمدیوں کو ورغلاتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میں تو اس کا بھائی اور رشتہ دار ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس نے صرف ایک دکان کھول رکھی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہ صرف دکان کھولی ہے اور کچھ نہیں ہے نبوت کا ڈھکونسلا ہے۔ یہ باتیں سن کے) کمزور لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا کہ بھائی جب یہ باتیں کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہی ہوں گی۔ ایک دفعہ تحصیل کھاریاں کے یہی پانچوں بھائی جن کا پہلے شروع میں ذکر ہوا ہے، قادیان آئے۔ اس وقت تک ابھی بہشتی مقبرہ نہیں بنا تھا۔ یہ اس سے بہت پہلے کی بات ہے۔ اس زمانے میں جو لوگ قادیان آیا کرتے تھے انہوں نے متبرک مقامات کی زیارت کے لئے یا تو مسجد مبارک میں چلے جانا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی مجلس میں چلے جانا یا پھر ہمارے دادا کے باغ میں چلے جانا۔ وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا باغ ہے اس لئے یہ بھی متبرک جگہ ہے۔ اس باغ کے رستے میں وہ جگہ تھی جہاں محلّہ دارالضعفاء بنا تھا۔ اس محلے کے بننے سے پہلے یہ زمین علی شیر صاحب کے پاس تھی (یعنی یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کے بھائی تھے) اور وہ اس میں شوق سے باغیچہ لگایا کرتے تھے۔ ایک لمبی سی سیخ انہوں نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہوتی تھی۔ داڑھی بھی بڑی لمبی تھی مگر سلسلے کے سخت دشمن تھے اور ہمیشہ اس تاڑ میں رہتے تھے کہ کوئی احمدی ملے تو اسے ورغلاؤں۔ ایک دفعہ یہ پانچوں بھائی قادیان آئے (جیسا کہ ذکر ہوا ہے) اور باغ دیکھنے کے لئے چل پڑے۔ ان میں سے ایک بھائی تیز تیز قدم اٹھائے ہوئے سب سے آگے جا رہا تھا۔ مرزا علی شیر نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ باہر کے آدمی ہیں اور انہوں نے زور سے آواز دی کہ بھائی صاحب ذرا میری بات سننا۔ اس آواز پر وہ آ گئے۔ مرزا علی شیر نے ان سے کہا کہ آپ یہاں کس طرح آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ مرزا صاحب نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے یہاں ہم ان کی زیارت کے لئے آئے ہیں کیونکہ ہمیں وہ اپنے دعویٰ میں سچے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تم اس کے دھوکے میں کس طرح آ گئے۔ تم نہیں جانتے یہ تو اس شخص نے اپنی روزی کمانے کے لئے ایک دکان کھول رکھی ہے۔ یہ میرا بھائی ہے اور مَیں اس کے حالات کو خوب جانتا ہوں۔ تم تو باہر کے رہنے والے ہو۔ تمہیں اصل حالات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ تم اس کے دھوکے میں نہ آنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ احمدی دوست مرزا علی شیر کی یہ بات سن کر بڑے شوق سے آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ذرا دست پنجہ تو لیں۔ (یعنی مصافحہ کریں۔ اپنا ہاتھ پکڑائیں۔) تو علی شیر نے سمجھا کہ میری باتوں کا اس پر اثر ہو گیا ہے اور میری بزرگی کا یہ قائل ہو گیا ہے کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ باتیں بھی کرتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ سبحان اللہ اور استغفراللہ بھی کہتے جاتے تھے۔ تو علی شیر نے بڑے شوق سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور سمجھا کہ آج ایک اچھا شکار میرے قابو آ گیا ہے۔ تو بھائیوں میں سے یہ جو ایک احمدی بھائی آگے تھے، انہوں نے زور سے ان کا ہاتھ پکڑا اور باقی چاروں بھائیوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں کہ جلدی آنا ایک ضروری کام ہے۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ہمارے ماموں نے سمجھا کہ اس پر میری بات کا اثر ہو گیا ہے اور اب یہ اپنے بھائیوں کو اس لئے بلا رہا ہے کہ انہیں بتائے کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے اور وہ اپنے دل میں بڑے خوش ہوئے کہ آج میرا حربہ کارگر ہوا ہے۔ مگر جب ان کے بھائی وہاں پہنچ گئے۔ پانچوں بھائی اکٹھے ہو گئے تو جو پہلے بھائی آئے ہوئے تھے کہنے لگے ہم قرآن اور حدیث میں پڑھا کرتے تھے کہ دنیا میں ایک شیطان ہوا کرتا ہے مگر وہ ہمیں ملتا نہیں تھا۔ آج حسن اتفاق سے ہمیں شیطان مل گیا ہے (جو ورغلا رہا ہے۔)

(ماخوذ از الفضل ربوہ 31 اگست 1956 صفحہ 6-5 نمبر 204 جلد 45/10)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ”اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی دریا کی طرح ہوتے ہیں اور دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے تو اس میں کیا کمی آ سکتی ہے۔ مگر بندہ ہی ایسا بدقسمت ہے کہ وہ خود خدا کے انعامات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور ان کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھ کر اس کا انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں“۔ پھر لکھتے ہیں کہ ”حضرت باوانانکؒ کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے ہماری دکانداری خراب کر دی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکمّا پیدا ہوا ہے۔ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آ جائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اس کے نام پر جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور ان میں کئی کروڑ پتی موجود ہیں تو وہ حیران رہ جائیں۔ مگر لوگ بیوقوفی سے سمجھ لیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا آدمی ہے اسے ہم نے مان کر کیا کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے ہی آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کے نام پر مرمٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں“۔ فرمایا کہ ”اسی طرح قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی، نہ ڈاکخانہ تھا، نہ کوئی دینی یا دنیوی علوم کا مدرسہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی دنیاوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی۔ اس لئے جب آپ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہو سکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آ سکتا ہے۔ اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور، امرتسر یا اس طرح کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہئے تھے۔ غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپ کے دعویٰ کو سن کر آپ کی زیارت کے لئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے ان کو بھی روکا جاتا تھا۔ اگر وہ نہ رکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“۔ یہ الہام آپ کو اس وقت ہوا جب آپ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا۔ پھر یہ الہام ہوا کہ ”میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔ اس زمانے میں مخالفت کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نوکر پِیرا نامی تھا جو اتنا بیوقوف تھا کہ وہ سالن میں مٹی کا تیل ملا کر پی جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی کسی کام کے لئے اسے بٹالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو اہلحدیث کے لیڈر مانے جاتے تھے اور بڑے بھاری مولوی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کام ہی یہی تھا کہ وہ ہر اس شخص کو جو بٹالہ سے قادیان آنے والا ہوتا تھا ملتے اور کہتے کہ اس شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے دکان بنائی ہوئی ہے اور جھوٹا ہے۔ تم قادیان جا کر کیا کرو گے۔ مگر اس کے باوجود لوگ قادیان آ جایا کرتے تھے اور مولوی صاحب کے روکنے سے نہ رکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا پِیرا ہی مل گیا۔ اس کے پاس جا کر کہنے لگے کہ پِیرے! تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہئے۔ کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے۔ وہ بیچارہ ان کی اس قسم کی باتیں نہ سمجھ سکا۔ لیکن اس نے اتنا ضرور سمجھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب مولوی صاحب ساری بات کر چکے تو کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو بالکل جاہل ہوں اور اس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب برے ہیں۔ مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالہ میں چکّر لگا لگا کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ آپ کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بندے شروع میں چھوٹے ہی نظر آتے ہیں اور دنیا کے ظاہر بین لوگ انہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھا گیا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے، (حضرت مصلح موعود اس وقت لکھ رہے ہیں کہ) ہماری جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے“۔ (اور اب تو اللہ کے فضل سے اور بھی زیادہ پھیل چکی ہے۔) ”کجا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ سالانہ پر سات سو آدمی آئے تھے“ (اور جمعہ کے خطبہ میں حضرت مصلح موعود یہ ذکر کر رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں اس وقت چار ہزار سے بھی زیادہ لوگ شامل ہوئے ہیں۔ اور آج تو دنیا کے اس خطے میں بھی اس وقت اس مسجد میں بھی پانچ چھ ہزار لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے ہوں گے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ ”آپ کے زمانے میں ہندوستان کی ساری قوموں نے آپ کے خلاف شور مچایا اور شدید مخالفت کی مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہندوستان میں بھی ہمارے سلسلے نے ترقی کی اور بیرونی ممالک میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں۔ چنانچہ آج ہمارے مشن دنیا کے تمام ممالک میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، چین، جاپان، جاوا، سماٹرا اور یورپ کے تمام ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور تبلیغ کا کام جاری ہے۔ افریقہ کے حبشی تعلیم پا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے شرک کرنے والے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ ایک نیا ایمان پیدا کر دیا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں..........“۔

پھر فرماتے ہیں کہ ”ہماری جماعت کے ایک معزز شخص صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سن کر پہنچے۔) وہ حج کے لئے گھر سے نکلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سن کر قادیان آ گئے اور بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے ان کو سنگساری کی سزا دی۔ صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے۔ لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدے کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی۔ آخر بادشاہ نے ان کو زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا اور نہایت بے رحمی سے شہید کیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ سنگساری سے پہلے ایک وزیر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بیشک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا مَیں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پس ان کو شہید کر دیا گیا مگر ان کے شہید ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ہی افغانستان میں ہیضہ پھوٹا اور ہزاروں لوگ مر گئے۔ (اور اب تک دیکھیں وہ تباہی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ ملک میں سخت طاعون پھوٹے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کا لقمہ بن گئے۔ مگر اس طاعون کے وقت بھی باوجودیکہ طاعون کا پھوٹنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تائید میں تھا آپ نے مجسم رحم بن کر خدا کے حضور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے نہایت گڑگڑا کر دعائیں کیں اور اس قدر گریہ وزاری کی کہ مولوی عبدالکریم صاحب جو مسجد مبارک کے اوپر کے حصے میں رہتے تھے، فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی اور وہ آواز اتنی دردناک تھی جیسے کوئی عورت دردِزہ کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر خدا کے حضور میں دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تیرے سارے بندے مر گئے تو مجھ پر ایمان کون لائے گا۔ یہ چیز بھی آپ کی صداقت کے لئے نہایت زبردست دلیل ہے۔ آپ ہی کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے طاعون بھیجی اور آپ کے دل میں ہی رحم آ گیا اور دعائیں شروع کر دیں“۔ یہ ہوتا ہے نبی کا رحم کا معیار۔

(ماخوذ از ’خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے‘۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 510 تا 514)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے۔ صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے۔ اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اور مکمل طور پر ہمیں اپنی رضا پر چلائے، اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے، جماعت کے افراد سے خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت
برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

دوسری آئینی ترمیم 1974ء
خصوصی کمیٹی کی خفیہ کارروائی
ایک معروضی جائزہ

(مجیب الرحمٰن۔ ایڈووکیٹ)

وطنِ عزیز کی چھیاسٹھ سالہ تاریخ میں بعض ایسے ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ملک کے اجتماعی شعور پر بہت گہرے اثرات چھوڑے۔ اور معاشرہ کی شکست و ریخت مسلسل جاری ہے۔ ایسا ہی ایک المیہ ہماری تاریخ کے اوراق میں 7 ستمبر 1974ء کو رقم کیا گیا۔ اس روز پاکستان کی قومی اسمبلی نے دوسری آئینی ترمیم کے ذریعہ کئی لاکھ کلمہ گو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے ڈالا۔ گزشتہ چار دہائیوں میں پاکستان کی نئی نسل کو یہ باور کروایا گیا کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ **تاریخی ریکارڈ کی درستی اہلِ وطن کی یاددہانی اور نئی نسل کی آگاہی کے لئے یہ بات دہرانا اور صفحۂ قرطاس پر ثبت کرنا ضروری ہے کہ احمدی اپنے عقائد، عبادات، معاملات اور مذہبی رسومات کے اعتبار سے کبھی غیر مسلم نہ تھے بلکہ مسلمانوں کے ایک فرقہ کے طور پر ہی جانے جاتے تھے اور ہمیشہ ملت اسلامیہ کی امنگوں کی تکمیل میں مصروفِ عمل رہے۔ 1974ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قانون کے جبر سے غیر مسلم قرار دیئے گئے۔ 1974ء میں کی جانے والی یہ آئینی ترمیم ریاستی ظلم کی بدترین مثال کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔ اس ترمیم نے شہریوں کے مسلمہ بنیادی حقوق پر وار کرنے کی جو بنیاد رکھی اس نے معاشرے کو انتہا پسندی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے۔**

اب یہ بات قرائن و شواہد سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس وقت کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر بعض دوسری طاقتوں کے ساتھ ساز باز کر کے ایک ہنگامہ کھڑا کیا اور احمدیوں کے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر کے عوام کو یہ باور کرایا کہ وہ اس مذہبی تنازعہ کا حل قومی اسمبلی کے ذریعہ نکالیں گے۔ چنانچہ جملہ اراکین اسمبلی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی کی تشکیل اور اس کے دائرہ کار کے بارے میں وزیر قانون نے مندرجہ ذیل تحریک پیش کی۔

’’رولز آف بزنس کے قاعدہ نمبر 205 کے تحت مندرجہ ذیل تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیتا ہوں۔ یہ کہ:

’’ایوان ایک ایسی خصوصی کمیٹی تشکیل کرے جو کہ پورے ایوان پر مشتمل ہو، اس کمیٹی میں وہ اشخاص شامل ہوں جو ایوان کو خطاب کرنے کا حق رکھتے ہوں۔ نیز ایوان کی کارروائی میں حصّہ کا استحقاق رکھتے ہوں۔ سپیکر صاحب اس خصوصی کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور یہ کمیٹی مندرجہ ذیل اُمور سرانجام دے۔

(1) دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبیؐ ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

(2) کمیٹی کی جانب سے متعین کردہ میعاد کے اندر اراکین سے تجاویز، مشورے، ریزولیشن وصول کرنا اور ان پر غور کرنا۔

(3) مندرجہ بالا متنازعہ امور کے بارے میں شہادت لینے کے بعد اور ضروری دستاویزات پر غور کرنے کے بعد سفارشات پیش کرنا۔

کمیٹی کیلئے ’’کورم‘‘ چالیس افراد پر مشتمل ہوگا جن میں سے دس کا تعلق ان پارٹیوں سے ہوگا جو کہ قومی اسمبلی کے اندر حکومت کی مخالف ہیں یعنی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں‘‘۔[1]

اپوزیشن نے بھی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے ایک قرارداد پیش کی، جس کا متن درج ذیل ہے۔

’’جناب سپیکر، قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسبِ ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے احکام سے غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا ہے۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امتِ مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اُسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار، چاہے اُنہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مِل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں، جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر اہتمام 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دُنیا بھر کے تمام حصّوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعوٰی کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہیئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر انکے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں‘‘۔[2]

یوں وزیرِ قانون کی پیش کردہ سرکاری تحریک اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو، اسلام کی رو سے اس کی حیثیت اور حقیقت متعین کرنے کے لئے بحث کی جائے۔ مگر اپوزیشن کی پیش کردہ قرارداد کسی بحث کی روادار نہ تھی اور مطالبہ یہ تھا کہ ان کی مبینہ وجوہات کی بنا پر بس اسمبلی کو یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ (حضرت) مرزا غلام احمد کے پیروکار مسلمان نہیں اور ان کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے آئین میں مناسب ترمیم کر دی جائے۔ البتہ اپوزیشن کی قرارداد میں بھی یہ اقرار موجود تھا کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حزبِ اختلاف کی قرارداد نے مسلمان کی کوئی جامع و مانع تعریف نہ تو خود متعین کی اور نہ اسمبلی سے اس کا مطالبہ کیا۔

کمیٹی کے بارے میں مولانا مفتی محمود کا کہنا یہ تھا،

’’اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی اور اس پر بحث کے لئے پوری اسمبلی کو کمیٹی کی شکل دے دی گئی۔ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ مرزائیوں کی دونوں جماعتیں خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی ان کو اسمبلی میں بلایا جائے اور ان کا مؤقف سنا جائے تاکہ کل اگر ان کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے تو وہ دنیا میں اور بیرونی ممالک میں یہ نہ کہیں کہ ہم کو بلائے بغیر اور مؤقف سنے بغیر ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ بطور اتمام حجت کے ان کا مؤقف سننا ہمارے لئے ضروری تھا اس لئے ان کو بلایا گیا‘‘۔[3]

چنانچہ **جماعتِ احمدیہ کا ایک وفد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی سربراہی میں پیش ہوا اور اپنا مؤقف ایک محضر نامہ کی شکل میں پیش کیا۔ جو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے 22 اور 23 جولائی 1974ء کو کمیٹی کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ اور اس کے بعد مرزا ناصر احمد صاحب پر گیارہ روز تک جرح کی گئی۔**

اس دوران **خصوصی کمیٹی** نے **کارروائی کو خفیہ قرار دے دیا۔ قومی اہمیت کا ایک مسئلہ درپیش تھا، اہلِ وطن کو مطمئن کرنا تھا، دنیا کو دکھانا تھا، عالمی ضمیر کو بھی مطمئن کرنا تھا کہ احمدیوں کو پورا موقع دیا گیا۔ پتا لگتا کہ جماعت احمدیہ کا مؤقف کیا ہے اور مولوی حضرات اپنے مطالبہ کے حق میں کیا دلائل رکھتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ کارروائی براہِ راست نشر کی جاتی۔ مگر ہوا یہی کہ کارروائی کو خفیہ قرار دے دیا گیا۔ اور عوام کو یہ جاننے کا موقع نہ ملا کہ جماعت احمدیہ کا مؤقف کیا تھا، ان کے وفد نے اسمبلی میں کیا کہا اور کارروائی کس انداز سے چلائی گئی۔** مگر واقفانِ حال خوب جانتے تھے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کے بیان، ان کی شخصیت اور ان کے علم و فراست نے ارکانِ اسمبلی کو اس قدر متاثر کیا تھا کہ **مولانا مفتی محمود کی راتوں کی نیند اُڑ گئی تھی۔ جس کا انہوں نے برملا اظہار بھی کیا تھا کہ:**

’’اس میں شک نہیں کہ ممبران اسمبلی کا ذہن ہمارے موافق نہیں تھا، بلکہ ان سے متاثر ہو چکا تھا۔ تو ہم بڑے پریشان تھے چونکہ ارکان اسمبلی کا ذہن بھی متاثر ہو چکا تھا اور ہمارے ارکان اسمبلی دینی مزاج سے بھی واقف نہ تھے اور خصوصاً جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی۔ تو ممبران نے دیکھ کر کہا کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم ﷺ کا نام لیتا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا تو ہمارے ممبر مجھے گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ قرآن اور رسول کریمؐ کے نام کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو اور پروپگینڈے کے لحاظ سے یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے تو جب وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو تمہیں کیا حق ہے کہ آپ ان کو کافر کہیں؟ تو ہم اللہ سے دست بدعا تھے کہ اے مقلب القلوب ان دلوں کو پھیر دے اگر تو نے بھی ہماری امداد نہ فرمائی تو یہ مسئلہ قیامِ قیامت تک اسی مرحلہ میں رہ جائے گا اور حل نہیں ہوگا حتیٰ کہ **میں اتنا پریشان تھا کہ بعض اوقات مجھے رات کے تین چار بجے تک نیند نہیں آتی تھی**‘‘۔[4]

مفتی محمود اس بات پر تو پریشان تھے کہ ارکانِ اسمبلی ’’دینی مزاج سے واقف نہ تھے‘‘ یہ نہیں بتاتے کہ پھر ایک اہم مذہبی مسئلہ پر فیصلہ کرنے کا اختیار ان کو کیسے مل گیا۔

دوسری طرف اہلحدیث طبقہ کا یہ کہنا تھا کہ **’’احمدیوں نے دیوبندیوں اور بریلویوں کے حوالے اسمبلی میں پیش کر کے ان مولویوں کی زبان بند کر دی تھی۔‘‘**[5]

یہ تو مذہبی حلقوں کی رائے تھی۔

دوسری طرف **سنجیدہ دانشور حلقوں کا ردِعمل یہ تھا اور ذرائع ابلاغ اور صحافتی حلقوں میں بھی یہ بازگشت سنائی دی کہ ’’قومی اسمبلی ایسا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں تھی۔‘‘**[6]

اور کئی ’’سر بر آوردہ‘‘ افسروں کی رائے یہ تھی کہ: **’’قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ غلط ہوا ہے۔‘‘**[7]

الطاف حسین قریشی نے اردو ڈائجسٹ میں ایک اداریہ لکھا کہ:

’’اس امر واقع سے انکار کی گنجائش نہیں کہ پہلی ترمیم اور دوسری ترمیم اتفاق رائے سے منظور ہوئی اور دوسری ترمیم میں بالخصوص تمام قواعد و ضوابط ایک طرف رکھ دیئے گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس ترمیم کا تعلق قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے تھا۔ ہم نے اس خطرناک پہلو کی پہلے ہی نشان دہی کی تھی کہ وزیر اعظم ایک پتھر سے دو شکار کرنا چاہتے تھے۔ ایک طرف دستور میں ترمیم کر کے عوامی جذبات پر فتح حاصل کر لی جائے اور دوسری طرف پارلیمنٹ کو دستوری ترمیم عجلت میں پاس کرنے کا خوگر بنا دیا جائے۔ مسٹر بھٹو نے قادیانی مسئلے کے بارے میں آخری اقدام کے لئے 7 ستمبر کی تاریخ مقرر کر دی مگر ایسے حالات بھی پیدا کئے جن میں آخری وقت تک کوئی بات فیصلہ کن نظر نہ آتی تھی۔ قومی اسمبلی میں کئی روز سے قادیانی مسئلے کے سلسلے میں خفیہ کارروائی ہو رہی تھی اور قادیانی جماعت کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا تھا۔ یہ بحث 6 ستمبر تک چلتی رہی اور کچھ طے نہ پایا کہ دستوری ترمیم کے الفاظ کیا ہوں گے۔ 7 ستمبر کو چار بجے شام تک ایک غیر سرکاری مسودے پر مختلف پارلیمانی قائدین کے مابین گفت و شنید ہوتی رہی۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ خفیہ کارروائی کے نتیجہ میں ایک بل تیار ہوتا اور اس پر قومی اسمبلی کی مختلف کمیٹیوں میں غور ہوتا اور اس کے بعد اسے بحث و تمحیص کیلئے ایوان میں پیش کر دیا جاتا۔ جناب بھٹو اس پورے طریق کار کو ختم کر دینے کے درپے تھے تاکہ آئندہ کے لئے ایک مثال قائم ہو جائے۔ چنانچہ وہ آخری وقت تک طرح دیتے رہے اور پانچ بجے کے قریب بل پڑھ کر سنایا گیا اور ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا اور ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسی رات سینیٹ کا اجلاس طلب ہوا اور اس ایوان میں بھی کچھ زیادہ وقت نہ لگا۔ اس رواروی اور گہما گہمی میں کچھ بھی غور و فکر نہ ہوا اور دُوسری آئینی ترمیم میں چند بنیادی خامیاں رہ گئیں جن پر اب صدائے احتجاج بلند کی جا رہی ہے‘‘۔[8]

مصطفیٰ صادق پاکستان کے نامور اور باخبر اخبار نویسوں میں شمار ہوتے تھے۔ مسٹر بھٹو کے عہد میں سیاسی واقعات و حادثات کے پیچھے سرگرم رہے۔ قومی ڈائجسٹ نے ان کا ایک طویل انٹرویو بعنوان ’’مسٹر بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیسے تسلیم کر لیا‘‘

شائع کیا۔اس انٹرویو میں مصطفیٰ صادق بھی الطاف حسین قریشی کی اس بات میں تائید کرتے ہیں کہ آخری وقت تک کچھ فیصلہ نہیں ہو پایا تھا بلکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مسٹر بھٹو آخری لمحات تک تذبذب کا شکار تھے۔مصطفیٰ صادق نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ کہی ہے کہ **بھٹو صاحب خوب جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ محض ایک سیاسی فیصلہ ہے جو سیاسی مصلحتوں کی خاطر کیا گیا۔** مصطفیٰ صادق کہتے ہیں،''عجیب بے بسی کی کیفیت تھی ، یہ فیصلہ جس کا اعلان کرنا مقدر ہو چکا تھا، اس پر نہ دل مطمئن تھا، نہ ضمیر کی آواز کے مطابق تھا اور بظاہر عقیدہ وایمان کے نقطۂ نظر سے ان کے نزدیک اس کی کچھ ایسی حیثیت بھی نہ تھی۔''[9]

الغرض **مذہبی حلقے ہوں یا سنجیدہ دانشور حلقے یا باخبر صحافتی حلقے، سب نے انہی دنوں میں اس کارروائی پر بے اطمینانی، اندیشوں اور اضطراب کا اظہار کیا۔** بااین ہمہ اندر کا حال کسی کو معلوم نہیں تھا۔لہٰذا عوام کو یہ جاننے کا موقع نہ ملا کہ جماعت احمدیہ کا مؤقف کیا تھا، ان کے وفد نے اسمبلی میں کیا کہا اور کارروائی کس انداز سے چلائی گئی۔قواعد کی رو سے کارروائی خفیہ قرار دی گئی تھی اور پابندی ایسی مکمل تھی کہ صرف سپیکر قومی اسمبلی کے حکم سے ہی اٹھائی جا سکتی تھی۔

ایک اتنا بڑا واقعہ جس پر مذہب کے نام پر سیاست کرنے والے بھی، اور سیاست کے لئے مذہب کو استعمال کرنے والے بھی، اور حکومت کے ایوان بھی عوام سے مسلسل دادطلب کرتے رہے۔اسمبلیاں بنتی اور ٹوٹتی رہیں، قومی اسمبلی کے سپیکر آئے اور گئے، علماء حکومتوں کے اتحادی بھی رہے مگر کسی نے کارروائی شائع کئے جانے کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ آخر کیوں؟

2010ء میں کینیڈا کے ایک طالب علم نے اپنے کسی تحقیقی مقالہ کے لئے کارروائی کی نقل حاصل کرنا چاہی اور اسے کامیابی نہ ہوئی تو اس نے لاہور ہائی کورٹ میں رِٹ پٹیشن نمبر 7283/2010 دائر کی۔ عدالت کے حکم کی تعمیل میں رکاوٹ محسوس کی تو اسی رٹ پٹیشن میں ایک ضمنی درخواست کریمنل اوریجنل نمبر 1368/2010/w داخل کرنی پڑی۔ چنانچہ عدالت کے نوٹس پر سیکرٹری نیشنل اسمبلی اسلام آباد نے اپنا تفصیلی جواب داخل کیا جس کے ذریعہ من جملہ دیگر یہ بات بھی ریکارڈ پر لائے کہ:

''محترمہ سپیکر صاحبہ نے پابندی اٹھانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ چنانچہ 21/06/2010 کو سپیکر نے خفیہ کارروائی پر عائد پابندی اٹھانے کا حکم جاری کر دیا ہے۔''

یوں بالآخر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی کارروائی سے پردۂ اخفاء اُٹھالیا گیا۔اور کارروائی قومی اسمبلی کے اسپیکر کی ہدایت کے تحت سرکاری طور پر شائع کر دی گئی ہے، اہلِ نظر کیلئے اس کارروائی میں دلچسپی اور غور وفکر کا وافر سامان موجود ہے۔اور ایسے چشم کشا انکشافات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1974ء میں جس پریشانی اور اضطراب کا اظہار بعض حلقوں میں کیا گیا وہ بلا وجہ نہیں تھا۔اس پریشانی کی معقول اور ٹھوس وجوہات موجود تھیں۔

کارروائی کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ دوسری آئینی ترمیم وضع کرنے میں پارلیمنٹ نے اپنی حدود سے تجاوز کیا، جو آئین میں غاصبانہ تصرف پر مبنی تھا۔

کارروائی کے مطالعہ سے یہ بھی عیاں ہے کہ پارلیمانی ضابطوں، دستور العمل اور روایات کو یکسر نظر انداز کیا گیا جس کی وجہ سے کارروائی کی ثقاہت اور استناد اور قابلِ اعتماد ہونے پر سنگین سوال اُٹھتے ہیں۔

کارروائی ضخیم ہے ،باریک بینی سے مطالعہ کرنے والے محققین اور طالبانِ حق کے لئے اس میں جو مواد موجود ہے اس پر مختلف پہلوؤں سے بہت کچھ لکھے جانے کی گنجائش ہے اور لکھا جائے گا۔ اس کتاب میں ہم صرف دو بنیادی سوالات سے متعلق کارروائی کا جائزہ پیش کر رہے ہیں۔

خصوصی کمیٹی کی کارروائی کے دوران اردو اور انگریزی دونوں زبانیں استعمال کی گئیں۔ شائع شدہ کارروائی میں جرح کا حصہ سوالاً جواباً مکالمہ کی صورت میں ریکارڈ ہوا۔ اس دوران جگہ جگہ جناب یحییٰ بختیار حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے جوابات کے دوران مداخلت کرتے رہے اور بات کاٹتے رہے۔اسی طرح حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بھی سوالات کے دوران سوال کی وضاحت کی خاطر مداخلت کرتے رہے۔اور یوں بسا اوقات سوال و جواب ٹکڑوں میں درج ہوئے۔ یہ صورتِ حال کارروائی کے دوران تو ایک قدرتی امر تھا اور حاضرین کو گفتگو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ تھی۔مگر ایسے مقامات پر قارئین کو دقت اور الجھن پیدا ہوتی ہے۔اس تبصرہ میں یہ صورتِ حال الجھن اور طوالت کے باعث ہو سکتی تھی لہٰذا ہم نے متعدد مقامات پر مکالمے کو من و عن نقل کرنا ضروری نہیں سمجھا اور سوال و جواب کا مفہوم صحت کے ساتھ رواں تحریر میں درج کر دیا ہے۔اور بعض طویل سوالات کا بھی ملخص لکھ دیا ہے۔ ایسے مقامات پر کارروائی کے صفحہ کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور قارئین کو اصل کارروائی کے ساتھ موازنہ میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

یہ کتاب چونکہ دو بنیادی سوالات کے جائزہ تک محدود ہے اس لئے ان بنیادی سوالات پر تبصرہ سے پہلے پوری کارروائی کا ایک اجمالی جائزہ بھی لیا ہے۔

حوالہ جات

(1) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/ستمبر 1974ء جلد نمبر 19 صفحہ 2877

(2) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/ستمبر 1974ء جلد نمبر 19 صفحہ 2878، 2879

(3) ہفت روزہ لولاک، لائلپور، 28 دسمبر 1975ء ، صفحہ 17/ 18

(4) ہفت روزہ لولاک لائلپور۔28 دسمبر 75ء صفحہ 17 تا 18

(5) اخبار اہلحدیث لاہور 13 دسمبر 1974ء

(6) نوائے وقت 22 دسمبر 1974ء

(7) نوائے وقت 19 ستمبر 1974ء

(8) اُردو ڈائجسٹ لاہور۔دسمبر 1975ء صفحہ 57

(9) ماہنامہ قومی ڈائجسٹ شمارہ مئی 1984ء 'مسٹر بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیسے تسلیم کرلیا' انٹرویو مصطفیٰ صادق۔

اجمالی نظر

چھتیس سال تک خصوصی کمیٹی کی کارروائی پردۂ اخفاء میں رہی۔ بات عدالت تک پہنچی تو یہ پردہ اٹھا لینے کا حکم جاری ہوا اور کارروائی سرکاری طور پر شائع کر دی گئی۔ پردۂ اخفا تو اٹھا لیا گیا لیکن ایک اہم حصہ کو پھر مخفی رکھ لیا اور جماعت احمدیہ کے محضر نامہ سے پردہ اٹھانے کا حوصلہ نہیں ہوا اور اسے شائع نہیں کیا گیا۔

Official Report جو شائع کی گئی ہے وہ 5 اگست 1974ء سے شروع ہوتی ہے حالانکہ وزیرِ قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کے بیان کے مطابق خصوصی کمیٹی کی کارروائی 30 جون سے شروع ہوئی تھی اور 7 ستمبر تک جاری رہی۔[1]

یحییٰ بختیار نے 5 ستمبر کو اپنی اختتامی تقریر میں بتایا کہ حکومتی تحریک اور Opposition کی قرارداد 30 جون 1974 کو پیش ہوئیں اور جب یہ شائع ہوئیں تو دونوں groups نے میمورنڈم داخل کئے اور انہیں دعوت دی گئی کہ وہ حلف پر اپنے بیان پڑھیں۔[2] **21 اور 25 جولائی کے درمیان بھی کوئی کارروائی ہوئی۔ 30 جون اور 21 جولائی کے درمیان کی کارروائی کا ذکر بھی نہیں کرتے۔**

البتہ 30 اگست کو مولانا عبدالحکیم نے اپنی تقریر کے شروع میں یہ کہا کہ مرزا ناصر احمد صاحب نے 22 جولائی کو اپنا بیان پڑھا جو دو دن میں مکمل ہوا۔[3] گویا **22 اور 23 جولائی کو محضر نامہ پڑھا گیا۔شائع شدہ کارروائی میں 30 جون اور 5 اگست کے درمیان کی ساری کارروائی غائب ہے جس میں 22/23 جولائی کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے محضر نامہ پڑھ کر سنایا** جیسا کہ یحییٰ بختیار صاحب ذکر کر چکے ہیں۔

5 اگست کو تو، جیسا کہ اس دن کی کارروائی سے ظاہر ہے،''قادیانی گروپ کے گواہ'' پر جرح شروع ہوئی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ جرح گواہ کے بیان پر ہی کی جاتی ہے۔جرح سے پہلے امام جماعت احمدیہ نے کوئی بیان بھی دیا ہوگا۔قانونِ شہادت کے مطابق گواہ کا بنیادی اظہار اور جرح دونوں مل کر شہادت بنتے ہیں۔گواہ کے بنیادی اظہار یا examination in chief کے بغیر کسی گواہ پر جرح کا کوئی تصور نہیں۔کارروائی کے دوران خود سپیکر نے examination in chief کا ذکر کیا ہے کہ:

''جہاں تک examination in chief کا تعلق ہے ہر ممبر کے پاس اس کی ایک نقل موجود ہے۔''[4]

وہ examination in chief محضر نامہ ہی تھا جو جماعت احمدیہ کی طرف سے داخل کیا گیا تھا اور جو اسمبلی کے سامنے مؤرخہ 22 اور 23 جولائی کو پڑھا گیا۔ **وہ محضر نامہ شائع نہیں کیا گیا۔ پردۂ اخفاء اٹھالینے کے بعد بھی محضر نامہ کو کارروائی میں شامل نہ کرنا ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ایسا کیوں کیا گیا؟ کیا محض اس لئے کہ کہیں جماعت احمدیہ کا مؤقف ان کے اپنے الفاظ میں عوام تک نہ پہنچ پائے۔ یا اس لئے کہ امام جماعت احمدیہ نے ایسے بنیادی سوال اٹھائے تھے اور نمایاں طور پر تنقیحات وضع کر کے اسمبلی کو توجہ دلائی تھی کہ کوئی بھی فیصلہ ان سوالات کے جوابات کے بغیر ممکن نہیں تھا۔** عدالتی حکم کے نتیجہ میں پردۂ اخفاء اٹھا لینے کے بعد ''مکمل کارروائی'' میں سے اہم حصہ غائب کر دینا محض غفلت یا اتفاقی امر نہیں ہو سکتا۔اس کے پیچھے کارفرما سازش اور محرکات چشمِ بینا سے مخفی نہیں رہ سکتے۔

Official Report میں محضر نامے کو شامل نہ کرنا ایک بے ثمر احمقانہ فعل ہے۔کم از کم نصف درجن مقامات پر یحییٰ بختیار نے محضر نامہ یا اس کے ضمیمہ جات کے حوالہ سے جرح کی۔ پوری کارروائی میں لاتعداد مقامات پر محضر نامہ کا ذکر آیا، اور مولانا عبدالحکیم نے تو محضر نامہ کے جواب میں 250 صفحات سیاہ کر ڈالے۔جگہ جگہ محضر نامے کا ذکر آئے گا تو یہ سوال ضرور اٹھے گا کہ وہ محضر نامہ کہاں ہے۔**قوم اور نوجوان نسل یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ 22 اور 23 جولائی کی کارروائی کیوں شائع نہ کی گئی۔** یہ اتنا بڑا سوالیہ نشان ہے کہ اگر آج قوم نہ بھی پوچھے تو ہر محقق اور آنے والا مؤرخ یہ سوال ضرور پوچھے گا۔

قواعد سے انحراف

قومی اسمبلی کی جو کارروائی سرکاری طور پر شائع کی گئی ہے اس کے مطالعہ سے دوسرا دھچکا اس وقت لگتا ہے جب یہ حقیقت ابھر کر قاری کے سامنے آتی ہے کہ **قومی اسمبلی نے خود اپنے ہی قواعد وضوابط کو بری طرح پامال کیا۔ اور کارروائی کو شفاف رکھنے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔**

جب قراردادیں خصوصی کمیٹی میں پیش ہوئیں تو خصوصی کمیٹی نے کارروائی کو خفیہ قرار دے دیا۔قواعد کی رو سے اسمبلی ایسا یقیناً کر سکتی تھی مگر خصوصی کمیٹیوں کیلئے کارروائی کو خفیہ رکھنے اور شہادت قلمبند کرنے کے لئے طریقۂ کار اور قواعد موجود ہیں۔ان کی پابندی بھی لازم تھی۔

قاعدہ نمبر 210 ذیلی قاعدہ 5 کے مطابق:

''جب کسی گواہ کو شہادت کے لئے طلب کیا جائے تو کمیٹی کی کارروائی کا لفظ بلفظ ریکارڈ رکھا جائے گا''۔[5]

بین الاقوامی طور پر معروف اور مسلمہ پارلیمانی طریقہ کار کے مطابق ریکارڈ کی درستی کو یقینی بنانے کے لئے **قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی پارلیمانی کمیٹی میں کسی گواہ کو شہادت کے لئے بلایا جاتا ہے تو اس بات کا پورا اہتمام رکھا جاتا ہے کہ گواہ کا بیان ریکارڈ کرنے میں اس کا مفہوم اور منشاء درست طور پر ریکارڈ ہو اور اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔لہٰذا بیان مکمل ہو جانے کے بعد گواہ کے بیان کی ایک نقل (script) گواہ کو بھجوائی جاتی ہے تاکہ اس میں غلطیوں کی نشاندہی کرے اور اپنے قلم سے ان کی درستی کر دے۔**

برطانیہ میں کمیٹی کے روبرو پیش ہونے والے گواہان کے لئے ایک ہدایت نامہ موجود ہے جس میں یہ ہدایت درج ہے کہ کمیٹی کا عملہ گواہ کا بیان ہدایات کے ساتھ بھیجے گا اور گواہ کو چاہئے کہ وہ اپنے بیان میں ضروری تصحیح کر دے۔ قواعد کے مطابق'' گواہ کو مناسب موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے بیان کے مسودہ میں غلطیوں کی تصحیح کر سکے۔''[6]

آسٹریلیا میں پارلیمانی کمیٹیوں کے بارہ میں جو طریق کار مہیا کیا گیا ہے اس کی رو سے،'' گواہ کا بیان مکمل ہونے کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو گواہ کو اسکے بیان کا مسودہ مہیا کیا جائے گا۔ گواہ کو اس بات کا موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ اس میں ایسی تبدیلیاں کر سکے جو رپورٹنگ کی غلطی، تحریر کی غلطی سے متعلق ہوں یا ایسے واقعات سے تعلق رکھتی ہوں جن سے جواب کی حقیقت متاثر نہ ہوتی ہو۔ تصحیح گواہ کو اپنے قلم سے کرنی چاہئے۔''

''تصحیح شدہ شہادت معینہ وقت کے اندر جو عموماً دو ہفتے سے کم نہیں ہوگا، کمیٹی کو واپس کر دی جائے گی۔ کمیٹی چاہے تو تصحیح کو تسلیم کرے، چاہے نہ کرے۔ تصحیح شدہ مسودہ کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ اگر مسودہ واپس نہ کیا جائے تو پھر غیر تصحیح شدہ مسودہ ہی پیش کر دیا جائے گا۔''[7]

نیوزی لینڈ کے دارالعوام کے قواعد کے مطابق .

''گواہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر کمیٹی شہادت کو قلمبند کرنے کا فیصلہ کرے تو آپ کو اس بات کا معقول موقع فراہم کیا جائے گا کہ آپ غلطیوں کی تصحیح کر سکیں۔''[8]

بھارتی پارلیمنٹ کے قواعد کی رو سے بھی،'' جب کسی گواہ کو کسی کمیٹی میں شہادت کیلئے بلایا جائے تو کارروائی کا لفظ بہ لفظ ریکارڈ رکھا جائے گا''۔[9]

'' لفظ بہ لفظ لکھی گئی کارروائی جس میں بیان قلمبند کیا گیا ہو۔ بیان کا متعلقہ حصہ سیکریٹریٹ، گواہ کو اور متعلقہ اراکین کو توثیق کی غرض سے بھجوائے گا اور ایک معینہ تاریخ تک توثیق کر کے واپس کیا جائے گا۔ اگر کارروائی کی تصحیح شدہ نقل مقررہ تاریخ تک واپس نہ بھیجی جائے تو رپورٹر کی کاپی درست سمجھی جائے گی''۔[10]

'' کارروائی میں اگر کوئی رکن یا گواہ کوئی درستی کرے تو وہ خوشخط اور اپنے ہاتھ سے سیاہی میں لکھا جائے گا''۔[11]

’’رپورٹر کی کاپی درست سمجھی جائے گی اور اگر کارروائی کی درستی کے بارے میں کوئی تنازعہ پیدا ہوتو اُس کو tape record کے ساتھ چیک کیا جائے گا‘‘۔[12]

یہی طریق پاکستان کی پارلیمانی روایات میں بھی جاری تھا جیسا کہ صاحبزادہ صفی اللہ نے توجہ دلائی۔

صاحبزادہ صفی اللہ: ’’.......... کہ عام طریقہ تو پہلے سے یہ ہے کہ جب یہاں اسمبلی میں تقاریر ہوتی ہیں تو رپورٹر صاحبان جو تقاریر جو ہمیں وہ بھیجتے ہیں کہ تا کہ اس کی تصدیق کریں تو اب کیا طریقہ ہے یعنی یہ رپورٹ جو ہے ان کو بھی بھیجی جائے گی تصحیح کیلئے۔‘‘[13]

چیئرمین: کن کو؟ کن کو؟

صاحبزادہ صفی اللہ: یہ جو ہیں۔

چیئرمین: نہیں نہیں ان کو نہیں دی جائیں گی۔ آپ کو دی جائیں گی۔

صاحبزادہ صفی اللہ: اچھا۔

چیئرمین: آپ سب کو کراس ایگزامینیشن کی۔

صاحبزادہ صفی اللہ: نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ تصحیح کیلئے یہ رپورٹر جو رپورٹ کرتے ہیں تقریروں کو تو ان کو بھی دی جائیں گی تا کہ وہ تصحیح کریں اپنے اپنے۔

چیئرمین: نہ نہ ۔ No, no. This is the privilege of the members.

صاحبزادہ صفی اللہ: نہیں اس میں کوئی تبدیلی کریں گے؟

چیئرمین: نہیں نہیں اس میں یہ کریں گے کہ ہم خود اس کو correct کرلیں گے ریکارڈ کے ٹیپ کے ذریعے اس کے بعد ممبرز میں تقسیم کرلیں گے۔[14]

لہٰذا مسلّمہ پارلیمانی روایات اور ضوابط کے مطابق کارروائی کے دوران جماعت احمدیہ کے وفد کو بیان کی نقل دی جانی ضروری تھی کہ وہ اس بات کی تصدیق کریں کہ ان کا بیان درست طور پر ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ایسا کرنا موجودہ معاملہ میں اسلئے بھی زیادہ ضروری تھا کہ بیان کے دوران انگریزی ، اردو، عربی اور فارسی زبان کے حوالے پیش ہوتے رہے اور ریکارڈ مرتب کرنے والے بہت سے عربی یا فارسی کے حوالے نقل نہیں کر پاتے تھے۔ جماعت احمدیہ کے وفد نے اسی غرض سے نقل مہیا کئے جانے کا مطالبہ کیا جو رد کر دیا گیا۔[15]

جو کارروائی خفیہ رکھی جارہی تھی وہ فریقین سے تو خفیہ نہیں تھی۔ ایک فریق بیان دے رہا تھا دوسرا بیان سن رہا تھا۔ یحییٰ بختیار جرح کے انداز میں سوالات پوچھ رہے تھے اور اپنی وکیلانہ مہارت سے گویا حقائق کو سامنے لا رہے تھے۔ عوام کو اس سے بے خبر رکھنا اگر امن عامہ کی خاطر ضروری بھی ہوتا تو فریقین سے تو کسی صورت یہ امر مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ فریقین خود تو اس سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان سے کوئی امر پوشیدہ تھا۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ جب صدر انجمن احمدیہ نے کارروائی کی نقل طلب کی تو لکھ کر انکار کر دیا گیا۔[16] اور مرزا ناصر احمد صاحب جو بطور گواہ بیان دے رہے تھے انہوں نے جب یہ کمیٹی کے سامنے کہا کہ ہمارے بیان کی نقل ہمیں ملنی چاہیے تو ان کو نقل دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ کارروائی خفیہ ہے۔[17]

کیا یہ کارروائی مرزا ناصر احمد صاحب سے بھی خفیہ تھی؟ خفیہ ہونے کی پابندی تو فریقین کے لئے تھی مگر اسمبلی کے دو صد سے زائد اراکین کو تو نقل مہیا کی گئی، گواہ کو انکار کر دیا گیا۔ مرزا ناصر احمد صاحب کو ان کے بیان کی نقل مہیا کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ سو سالہ تاریخ پر پھیلے ہوئے واقعات پر بات ہو رہی تھی۔ اور اس بات کا امکان موجود تھا کہ کوئی بات ریکارڈ پر آنے سے رہ گئی ہو اور درست طور پر ریکارڈ نہ ہوئی ہو۔ اس لئے اس کی توثیق کرانا ضروری تھا۔

الغرض مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنے بیان کی نقل نہ دینے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ نہ اخلاقی طور پر نہ قانونی طور پر۔ عقلی طور پر بھی گواہ سے اس کا اپنا قلمبند کروایا ہوا بیان اخفاء میں رکھنا سمجھ سے بالا تر ہے اور قیاس اور اندازے سے اگر کوئی وجہ تجویز کی جائے تو معاملہ کے شفاف اور قابلِ اعتماد ہونے کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

دنیا بھر کے عدالتی طریقہ کار کو شفاف رکھنے کی خاطر یہ ایک عمومی قاعدہ ہے جو پاکستان کی ہر عدالت کا جج اور ہر وکیل جانتا ہے کہ ضابطہ کے مطابق گواہ کو اس کا بیان ریکارڈ کرنے کے بعد پڑھ کر سنانا ضروری ہے۔ ہر عدالت بیان ریکارڈ کرنے کے بعد اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ وہ اپنے دستخط اور قلم سے یہ سرٹیفکیٹ درج کرے کہ گواہ کو بیان پڑھ کر سنایا گیا اور اس نے اس کو درست تسلیم کیا ہے۔ اگر ایسا سرٹیفکیٹ درج نہ ہو تو اعلیٰ عدالتیں ساری کارروائی کو مسترد کر دیتی ہیں اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ گواہ جو بیان دے رہا ہے اس میں کوئی بات لکھنے سے رہ جائے یا اس کا مفہوم درست ادا نہ ہوا ہو اور جہاں بیان ایسا ہو کہ مختلف زبانوں کے حوالے ہوں اور دقیق متنازعہ علمی سوالات کے جوابات دیئے جارہے ہوں وہاں ایسی غلطی کا امکان نسبتاً بہت زیادہ ہے۔ طویل بیانات پڑھ کر سنائے نہیں جاسکتے تھے تو خود گواہ کو اس کے بیان کی نقل دینے سے انکار کا مطلب کیا ہے؟

اتنا طویل بیان، اتنے الجھے ہوئے سوالات، اور ان الجھے ہوئے سوالات کی وضاحت میں جوابات، یہ ایسے معاملے تھے جن میں بدرجہ اَولیٰ اس بات کی ضرورت تھی کہ اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ سوال و جواب درست ریکارڈ ہورہے ہوں۔ مگر اس معاملے میں ہر بات نرالی تھی۔

ایک طرف تو یہ عالم تھا کہ قواعد کے برعکس مرزا ناصر احمد صاحب کو بیان کی نقل دینے اور اس کی تصدیق کرنے کا موقع دینے سے انکار تھا اور اس پر اصرار تھا۔ دوسری طرف آخری دن کی کارروائی میں وہی جنابِ سپیکر ممبران کو عام دعوت دے رہے تھے کہ بیان میں تصحیح بھی کرلیں بلکہ کچھ اضافہ بھی اگر چاہیں تو کرلیں۔ مگر گواہ کو اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے بیان کو پڑھ کر تسلی اور تصدیق کریں کہ ان کا بیان درست ریکارڈ ہوا ہے۔[18]

کارروائی کی اشاعت سپیکر کی اجازت سے ہوئی اور ہمیں کہیں یہ تصدیق نظر نہیں آئی کہ کارروائی کا ٹیپ ریکارڈ کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے اور درست پایا گیا ہے۔

ان حالات میں خصوصی کمیٹی کی سرکاری طور پر شائع شدہ کارروائی رپورٹرز کی قلمبند کردہ غیر تصحیح شدہ کارروائی ہی سمجھی جائے گی اور ہم اسی حیثیت سے اس پر تبصرہ کریں گے۔ رپورٹرز کی نقل درست ہونے یا نہ ہونے کا سوال اپنی جگہ موجود رہے گا۔

قیاس کن زِ گلستانِ من بہارِ مرا

کارروائی پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہی بڑی شدت سے یہ تأثر ابھرتا ہے کہ ساری کارروائی محض ایک دکھاوا تھی اور ایک نمائشی کارروائی تھی ورنہ فیصلے پہلے سے کہیں اور ہو چکے تھے۔ یحییٰ بختیار جس انداز سے سوال پوچھ رہے تھے اس سے کارروائی کے سنجیدہ ہونے کا احساس نہیں ابھرتا۔ حوالے یکے بعد دیگرے غلط ثابت ہو رہے تھے، سپیکر بار بار تاکید کررہے تھے کہ کتابیں موجود ہیں، سوالات تیار کرکے دینے والے علماء بھی موجود ہیں، کتابوں میں پہلے سے نشان لگا کر رکھیں۔ مگر حوالے پھر بھی یا تو ملتے نہیں تھے یا غلط ہوتے تھے۔

8 اگست کی کارروائی پر نظر ڈالیں تو یحییٰ بختیار سوالوں کے معاملے میں پریشانی کا شکار تھے۔ یحییٰ بختیار یہ کہتے ہیں:۔

Yahya Bakhtiar: Sir I may respectfully submit, explanations are different; you may or may not accept, but I request the honorable members not to supply me loose balls.

اس قسم کے loose balls کا سامنا یحییٰ بختیار کو اخیر تک رہا، اور انہیں بار بار خفت اٹھانی پڑی۔

23 اگست کی کارروائی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یحییٰ بختیار بیچارے کس حد تک مولویوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ یحییٰ بختیار یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

یحییٰ بختیار: میرے خیال میں آپ نے ان کے جواب دے دیئے ہیں، کیونکہ ریکارڈ سے کچھ پتہ نہیں چلتا، تو ایک بار پھر میں پڑھ دیتا ہوں۔ اگر آپ نے ان کے جواب دے دیئے ہیں اور آپ کو یاد ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر جواب نہیں دیئے تو مہربانی کرکے آپ جواب دے دیں۔ کیونکہ بعد میں ممبران صاحبان کہتے ہیں کہ ابھی تک ہمارے اس سوال کا جواب نہیں آیا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

9 اگست کی کارروائی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا تھا اس کے بارے میں خود اسمبلی کے ممبران یہ جانتے تھے کہ جو ہو رہا ہے وہ دنیا کی نظر میں درست نہیں سمجھا جائے گا۔ ان کی پریشانی کا اظہار یوں ہوا کہ احمد رضا قصوری نے سپیکر کو توجہ دلائی کہ جب احمدیہ وفد ہال سے چلا جاتا ہے تو ہاؤس میں جو آپس میں گفتگو ہوتی ہے اگر اس کا ریکارڈ کسی کے ہاتھ لگ گیا تو اس پر اعتراض ہوسکتا ہے، اور یہ درخواست کی کہ اس دوران پلگ نکال دیا جائے۔ کچھ عرصہ بعد چوہدری جہانگیر نے اپنی پریشانی کا اظہار یوں کیا ’’مسٹر چیئرمین میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیلیگیشن کے ممبرز بریف کیس اور بیگ لے کر اندر آجاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ جناب والا یہ ہاؤس کی کارروائی ٹیپ کر رہے ہوں۔ اس کے متعلق ذرا تسلی کرلیجئے۔‘‘[19]

گویا ممبران بھی محسوس کر رہے تھے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اسے درست نہیں سمجھا جائے گا۔ احمد رضا قصوری MNA، چوہدری جہانگیر MNA اور صاحبزادہ صفی اللہ MNA کے بیانات اس بات کی واضح مثال ہیں۔ لیکن آخری دن جنابِ سپیکر نے تو اس اندرونی کیفیت پر مہر لگا دی۔ چنانچہ جب مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ کہا کہ ساری چیز ریکارڈ میں آرہی ہے **تو سپیکر نے فرمایا ’’جب ہم ریکارڈ تیار کریں گے تو یہ باتیں Omit کردیں گے۔‘‘**[20]

سپیکر کے اس بیان کے بعد کیا کارروائی شفاف کہلاسکتی ہے؟ اس اعلان کے باوجود، جو کچھ آ گیا ہے وہ تو وہی ہوسکتا ہے جو اس کاٹ چھانٹ سے رہ گیا۔ وہ کیا باتیں تھیں جن کے بارے میں اتنی تشویش کا اظہار کیا جارہا تھا کہ وہ پبلک کے سامنے نہ آجائیں؟

تسلیاں اور دھمکیاں

پہلے دن 5 اگست کی کارروائی کے آخری حصے میں یحییٰ بختیار نے بار بار یہ کہنے کی کوشش کی کہ اگر جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے بھی دیا جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ آپ مرزا غلام احمد کو نبی یا اپنا ہیرو یا لیڈر تسلیم نہ کریں اور نہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو نمازیں پڑھنے سے روکا جائے حتٰی کہ اس بات سے بھی نہ روکا جائے گا کہ خود کو مسلمان سمجھیں اور جو بھی آپ کا عقیدہ ہے اس کی تبلیغ کریں۔ ’’کوئی بھی آپ کے بنیادی حقوق کو پامال نہیں کرے گا۔ آپ کو اپنے مذہب کا اظہار یا اس پر عمل درآمد سے نہیں روکے گا۔‘‘ ’’آپ کو اجازت ہوگی کہ آپ اپنی عبادات بجالائیں اور خود کو احمدی یا جو نام پسند کریں اس سے پکاریں۔ اگر ایک دفعہ آپ کو اقلیت قرار دے دیا جائے تو آپ کے حقوق کا تحفظ ہو جائے گا اور اگر آپ کو اقلیت قرار نہ دیا جائے تو پھر میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے حقوق کا تحفظ ہوگا۔‘‘[21]

گویا یحییٰ بختیار کو جب جرح میں ناکامی کا سامنا ہوا تو دھمکیوں پر اتر آئے۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے بڑی متانت سے فرمایا، اس صورت میں ہمیں اپنے حقوق کا تحفظ نہیں چاہئے۔[22]

آنے والی نسلوں سے شرمندگی

کارروائی کے اختتامی حصہ میں عنایت الرحمٰن عباسی نے یہ کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ مفتی محمود صاحب یہاں موجود ہوتے تو میں ان کے سامنے گزارش کرتا اور ان سے پوچھتا کہ خدا کے لئے مرزائیوں کا جو مسئلہ ہے وہ بالکل واضح ہے۔ جو مواد انہوں نے ہاؤس کے سامنے رکھا ہے ہمارے علمائے کرام پر بہت بڑا دھبہ ہے۔ ایک اتنا بڑا چارج ہے، میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے انہیں عوام کے سامنے آنا چاہئے۔ آپ کے یعنی مفتی صاحب کے جوابات میں نے پڑھے۔ طویل ڈکشنری میں جس طرح انہوں نے اپنے تمام علم کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا تھا، سب میں نے دیکھا، میں نے پڑھا۔ لیکن کہیں ایک جھلک ان چارجز کی ان حقائق کی جو انہوں نے (مرزا ناصر احمد صاحب نے) پیش کئے (خدا جانے وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں) اگر وہ جھوٹے بھی ہوں تو عقلی طور پر میں تسلیم کرتا ہوں۔ اب آپ نے ان کی تردید نہیں کی تو میرے پاس کیا جواب ہے۔[23]

اس پر کرنل حبیب احمد نے کہا ’’عباسی صاحب جو تقریر کر رہے تھے وہ نہایت مدلل اور convincing ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ پر بھی آئے گی۔ یہ تاریخ ہے اور ایک اسلامی تاریخ ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے جو جواب یہاں دئے ان دلائل کو زیرِ بحث نہ لایا گیا۔ ان کے مؤقف کو جو نہایت خطرناک تھا، ان کے جوابات کتاب کی شکل میں کیوں نہ آئے۔ کیونکہ میرا بیٹا اور اس کا بیٹا اور ہماری نسلوں کی نسلیں بھی ان کو پڑھیں گی۔ ہمارے علماء کے بیانات پڑھیں گے تو اپنے ذہن کیا تصور پیش کریں گے۔‘‘[24]

چار بنیادی سوال

جماعتِ احمدیہ نے اپنے محضر نامے کے آغاز میں ہی قومی اسمبلی کے اس اختیار کو چیلنج کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ قومی اسمبلی کی کاروائی UNO کے منشور، پاکستان کے آئین، اور قرآنی تعلیمات کے منافی ہے اور یہ تنبیہہ کی تھی کہ یہ کارروائی بہت سی خرابیوں اور فساد کو دعوت دینے کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

محضر نامہ میں قومی اسمبلی کے اختیار اور بنیادی حقوق سلب کرنے کے بارے میں جو بنیادی اعتراض کیا تھا اس پر جرح تو کی گئی مگر مسلمان کی تعریف کے بارے میں قرآن وسنت پر مبنی جو سوال اٹھایا گیا تھا اور اس بارے میں جو تنقیحات محضر نامے میں قائم کی گئی تھیں، ان پر سرے سے کوئی جرح نہیں کی گئی، قارئین اس سے کیا نتیجہ نکالیں؟؟

قرارداد اور اٹھائے گئے اعتراضات کی روشنی میں خصوصی کمیٹی کے سامنے بنیادی طور پر صرف چار سوالات تھے۔

1۔کیا اسمبلی کو اس بات کا اختیار بھی ہے یا نہیں کہ وہ کسی کا مذہب متعین کرے؟

2۔کیا بنیادی حقوق جن کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے وہ ترمیم کے ذریعہ سلب کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

3۔کیا قرآن وسنت میں مسلمان کی کوئی تعریف موجود اور مسلّم ہے؟ اگر ہے تو کیا اس کے خلاف کوئی نئی تعریف وضع کی جاسکتی ہے؟

4۔کیا احمدی آنحضرتؐ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے اور اس وجہ سے غیر مسلم قرار دیئے جاسکتے ہیں؟

یہ بنیادی اور اصل سوالات تھے۔ باقی ساری کارروائی محض اشتعال انگیزی اور ممبران اسمبلی کے ذہن مسموم کرنے کیلئے محض وقت گزاری اور ایک تماشا تھا جس کا بنیادی سوالات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔تعصب کو ہوا دینے کیلئے جو سوالات اٹھائے گئے وہ ایک الگ مضمون ہے۔

خصوصی کمیٹی کی کارروائی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کمیٹی ان بنیادی سوالات کا جواب پیش کرنے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکی۔ اور ان سوالات پر جماعتِ احمدیہ کا مؤقف واضح طور پر درست ثابت ہوا ہے۔

قانونی اور آئینی سوال جو محضر نامہ میں اٹھایا گیا تھا یحییٰ بختیار اس سے غافل نہیں تھے بلکہ پہلے دن کی کارروائی میں اسی سوال پر جرح کی گئی۔ یحییٰ بختیار ایک ماہر قانون دان تھے، اور ان سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ قانونی مسائل اور ان کی باریکیوں سے واقف ہوں گے۔ یحییٰ بختیار کی جرح کے انداز سے یہ تأثر پیدا ہوتا ہے کہ آئینی سوال کی باریکی سے یا تو وہ بے خبر تھے یا اس کے بارہ میں انہوں نے دیدہ دانستہ گمراہ کن رویہ اختیار کیا۔

مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک عالمگیر مذہبی جماعت کے بیدار مغز اور باخبر روحانی راہنما کی حیثیت سے آئینی سوالات کے جو جوابات دیے وہ ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی عدالتی اور قانونی مباحث کو کوزے میں بند کردینے کے مترادف ہیں۔ جس کی کچھ تفصیل قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ کرسکیں گے۔

یحییٰ بختیار صاحب نے طویل جرح کی اور ہر رنگ میں اپنا ہر جوہر آزمایا۔توقع تھی کہ وہ اسمبلی کے اختیارِ سماعت کے بارہ میں کچھ راہنمائی کریں گے۔مگر جب 5اور6 ستمبر کو خصوصی کمیٹی میں بحث کا مرحلہ آیا تو **آئینی مسئلہ پر یحییٰ بختیار نے چپ سادھ لی اور اپنے خطاب میں ممبران اسمبلی کی کوئی راہنمائی نہ کی کہ مرزا ناصر احمد نے اسمبلی کے اختیار کے بارہ میں جو سوال اٹھایا تھا اس کا کیا جواب ہے؟**
یحییٰ بختیار نے تقریباً چھ گھنٹے تک بحث کی اور اپنی جرح کا ماحصل گویا ممبران اسمبلی کو بیان کرتے رہے۔مگر جو جرح انہوں نے بنیادی آئینی سوال پر کی تھی اس کا کہیں ذکر تک نہ کیا۔**ممبران کو کچھ تو بتایا ہوتا کہ اسمبلی با اختیار ہے، بنیادی حقوق سلب کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔آئین میں ترمیم کا اختیار لامحدود ہے۔** کچھ قانونی فلسفہ کی کتب کا حوالہ دیا ہوتا۔ کچھ آئینی امور پر نامور مفکرین کے اقوال بتائے ہوتے۔ کچھ پاکستان کی عدالتوں کے فیصلے ہی بتائے ہوتے۔ پڑوسی ملک ہندوستان میں ایسے سوال متعدد مقدمات میں اٹھائے گئے۔ کچھ ان کا ذکر کیا ہوتا۔آئینی امور میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے فیصلے ہماری عدالتوں میں اکثر پیش کئے جاتے ہیں کچھ ان سے ہی راہنمائی حاصل کی جاتی مگر یہاں تو مکمل خاموشی تھی۔ایسا بھی نہیں تھا کہ سوال ذہن سے محو ہوگیا ہو پھر یادداشت نے خطا کی ہو، کیونکہ جنابِ سپیکر تو آخری روز بھی ایک رکنِ اسمبلی سے یہ پوچھتے ہوئے پائے گئے کہ اسمبلی کے اختیار کے بارہ میں جو مرزا ناصر احمد نے اعتراض اٹھایا ہے اس کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟[25]

یحییٰ بختیار کو تو خود سب سے پہلے یہی مسئلہ ممبران اسمبلی کو سمجھانا تھا۔ ان کی خاموشی کا سوائے اس کے کیا مطلب لیا جائے کہ اس بنیادی اعتراض کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

دوسری طرف جو تنقیحات مرزا ناصر احمد صاحب نے مذہبی سوال پر قائم کی تھیں ان کی روشنی میں مرزا ناصر احمد صاحب نے تو اس تعریف کی نشاندہی واضح حوالوں سے کر دی تھی۔علماء نے کسی حوالہ کو غلط تو نہ ٹھہرایا۔آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ تعریف کو اختیار کرنے سے گریز اور فرار کی کوئی توجیہ بھی نہ بتائی۔امام ابنِ تیمیہ اور امام راغب کے حوالے اور ان کے بارے میں علماء کا مؤقف تو کسی تقریر میں نظر نہیں آتا۔اس مکمل خاموشی کو کیا سمجھا جائے۔ اس مذہبی مسئلہ پر ساری بحث جنابِ یحییٰ بختیار نے ہی کی اور علماء نے یحییٰ بختیار کو داد دینے پر اکتفا کیا۔حالانکہ یحییٰ بختیار اس بات کے اقراری ہیں کہ انہیں مذہبی معاملات کا علم نہیں۔

یہ کارروائی کا ایک اجمالی نقشہ ہے۔

۞ ۞ ۞

حوالہ جات

(1) تقریر قومی اسمبلی ۔وزیرِ قانون عبدالحفیظ پیرزادہ مؤرخہ 7/ ستمبر 1974ء

(2) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/ستمبر 1974ء جلدنمبر 19 صفحہ 2685

(3) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 30/اگست 1974ء۔تقریر مولانا عبدالحکیم ایم این اے۔جلد نمبر 15 صفحہ 2348

(4) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/اگست 1974ء جلدنمبر 1 صفحہ 53

(5) قواعد قومی اسمبلی پاکستان۔قاعدہ نمبر 210 ذیلی قاعدہ نمبر 5

(6) Guidelines for witness giving evidence in House of Commons (UK Parliament)

(7) Guidelines for witness giving evidence in House of Commons (Australian Parliament)

(8) Guidelines for witness giving evidence in House of Commons (New Zealand Parliament)

(9) M.N. Kaul 'Practice and Procedure of Parliament' sixth edition pg: 795, 797

(10) M.N. Kaul 'Practice and Procedure of Parliament' sixth edition pg: 795, 797

(11) M.N. Kaul 'Practice and Procedure of Parliament' sixth edition pg: 795, 797

(12) M.N. Kaul 'Practice and Procedure of Parliament' sixth edition pg: 104

(13) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/اگست 1974ء جلدنمبر 1 صفحہ 55,5

(14) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/اگست 1974ء جلدنمبر 1 صفحہ 55,5

(15) ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ربوہ 'سلسلہ احمدیہ جلد سوم' صفحہ نمبر 40

(16) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 21/اگست 1974ء جلدنمبر 8 صفحہ 98

(17) ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ربوہ 'سلسلہ احمدیہ جلد سوم' صفحہ نمبر 50

(18) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی جلدنمبر 20 صفحہ 306

(19) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی جلدنمبر 20 صفحہ 306

(20) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی جلد نمبر 20 صفحہ 306

(21) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/اگست 1974ء جلدنمبر 1 صفحہ 129,13

(22) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 5/اگست 1974ء جلدنمبر 1 صفحہ 13

(23) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 2/ستمبر 1974ء تقریر عنایت الرحمٰن عباسی، جلد نمبر 16 صفحہ 2708,270

(24) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی 2/ستمبر 1974ء تقریر کرنل حبیب احمد، جلد نمبر 16 صفحہ 2712,271

(25) قومی اسمبلی پاکستان۔روداد خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ۔آفیشل رپورٹ مطبوعہ پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن۔کارروائی جلدنمبر 20 صفحہ 298

یہ مضمون مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کی تصنیف ''دوسری آئینی ترمیم 1974ء خصوصی کمیٹی کی خفیہ کارروائی'' سے لیا گیا ہے۔

حمد الٰہی ومناجات از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (بزبان عربی)

يَا مَنْ اَحَاطَ الْخَلْقَ بِالْاٰلَآءِ　　　نُثْنِیْ عَلَیْکَ وَ لَیْسَ حَوْلُ ثَنَآءِ

اے وہ ذات جس کی نعمتیں تمام مخلوق پر حاوی ہیں ہم تیری تعریف کرتے ہیں
اور (حق یہ ہے کہ ہمیں تیری) ثنا کی طاقت ہی نہیں۔

اَنْتَ الْمَلَاذُ وَ اَنْتَ کَهْفُ نُفُوْسِنَا　　　فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَ بَعْدَ فَنَآءِ

تُو ہی ہمارے لئے پناہ ہے اور تو ہی ہماری جانوں کے لئے جائے پناہ ہے۔
اس دنیا میں بھی اور موت کے بعد بھی۔

اِنَّا رَئَیْنَا فِی الظَّلَامِ مُصِیْبَةً　　　فَارْحَمْ وَ اَنْزِلْنَا بِدَارِ ضِیَآءِ

ہم نے تاریکیوں میں سخت مصیبت اٹھائی ہے۔پس تُو رحم فرما اور ہمیں روشنی کے مقام میں اتار۔

تَعْفُوْ عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِیْمِ بِتَوْبَةٍ　　　تُنْجِیْ رِقَابَ النَّاسِ مِنْ اَعْبَآءِ

تُو رحمت کے ساتھ رجوع فرما کر بڑے سے بڑے گناہ معاف کردیا کرتا ہے۔
تُو لوگوں کی گردنوں کو طرح طرح کے بوجھوں سے نجات دیتا ہے۔

اَنْتَ الْمُرَادُ وَ اَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِیْ　　　وَ عَلَیْکَ کُلُّ تَوَکُّلِیْ وَ رَجَآئِیْ

تُو ہی میرا مطلوب ہے اور تُو ہی میری روح کی مراد ہے اور تجھی پر میرا تمام بھروسہ اور امید ہے۔

اِنِّی اَمُوْتُ وَ لَا یَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ　　　یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِیْ التُّرَابِ نِدَآئِیْ

مجھ پر تو موت کا وقت آئے گا مگر میری محبت پر کبھی موت نہیں آئے گی۔
تیرے ذکر کی آواز میری قبر سے بھی آتی رہے گی۔

مَا شَاهَدَتْ عَیْنِیْ کَمِثْلِکَ مُحْسِنًا　　　یَا وَاسِعَ الْمَعْرُوْفِ ذَا النُّعَمَآءِ

میری آنکھوں نے تجھ سا کوئی محسن نہیں دیکھا۔
اے وسیع احسان کرنے والے اور بے حد کرم کرنے والے!

لَمَّا رَاَیْتُ کَمَالَ لُطْفِکَ وَ النَّدٰی　　　ذَهَبَ الْبَلَاءُ فَمَا اُحِسُّ بَلَائِیْ

جب مَیں نے تیری حد درجہ کی مہربانی اور بخشش دیکھی تو میری سب تکلیفیں جاتی رہیں۔
حتی کہ مجھے اپنی کوئی تکلیف یاد تک بھی نہیں۔

(منن الرحمٰن ۔روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 169)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515
15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

بقیہ: رپورٹ دورۂ آئرلینڈ از صفحہ 20

"Pathway to Peace"
"The Blessed Model of the Holy Prophet Mohammad and the caricatures"

حضور انور نے فرمایا: ’’لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘، مجلس انصار اللہ یوکے نے لاکھ، ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں خود شائع کر کے تقسیم کی ہے۔ جماعت سے کوئی خرچ نہیں لیا۔ اگر آپ نے یہ کتاب سستی، کم قیمت پر حاصل کرنی ہے تو انصار اللہ یوکے کو کہیں وہ آپ کو دے دیں گے۔ یہ کتاب یوکے سے منگوالیں۔ اور اس کتاب کی یہاں بھی تقسیم ہونی چاہیے۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی یہ میٹنگ ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوئی۔ آخر پر عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ آئرلینڈ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں **قائد عمومی** سے حضور انور نے مجالس کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری تین مجالس ہیں اور انصار کی تعداد 49 ہے۔

قائد تربیت سے حضور انور نے تربیتی پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے نماز کی طرف توجہ دیں۔ سب انصار باقاعدگی سے پانچوں نمازیں ادا کرنے والے ہوں۔ پھر MTA کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ باقاعدگی سے MTA پر خلیفہ وقت کے خطبات، خطابات سنیں اور دوسرے پروگراموں سے بھی استفادہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا: انصار کو اس طرف بھی توجہ دلائیں کہ اپنے بچوں کو پیار سے سمجھایا کریں۔ سختی سے نہیں۔ اکثر اپنے بچے اس لئے بگاڑ دیتے ہیں کہ والدین سختی کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: گھروں میں، فیملیز میں جو بہو اور داماد کے تعلقات ہیں ان میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ دونوں خاندانوں کے جو بڑے ہیں ان کو چاہیے کہ پیار و محبت کا ماحول پیدا کریں اور گھر بسانے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا: گھروں میں MTA باقاعدہ دیکھیں۔ اِس میں مختلف پروگرام آ رہے ہوتے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی اصلاحی، تربیتی پہلو بیان ہو جاتا ہے۔ جو اپنا اثر رکھتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: خطبات سنانے کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اس کا جائزہ بھی لیا کریں۔ حضور انور نے فرمایا: انصار کو تلاوت قرآن کریم کی طرف باقاعدہ توجہ دلائیں اور اس کا جائزہ لیا کریں کہ کتنے انصار روزانہ باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں۔

قائد تبلیغ کے پروگراموں کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی نیشنل مجلس عاملہ کے تمام ممبران اور مقامی مجالس عاملہ کے ممبران کے سپرد یہ ٹارگٹ کریں کہ ان میں سے ہر ایک نے کم از کم ایک رابطہ قائم کرنا ہے اور اس کو احمدیت میں لانے کی کوشش کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کی مرکزی مجلس عاملہ کی تعداد 15 ہے۔ اگر تیسرا حصہ بھی کامیابی حاصل کرے تو آپ انصار کی سال کی پانچ بیعتیں ہو جائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے ذاتی روابط اور تعلقات ہوں گے تو تب ہی یہ لوگ آپ کے قریب آئیں گے اور پھر انہیں احمدیت کا پیغام پہنچائیں، تبلیغ کریں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ ذاتی رابطے تو کر لیتے ہیں لیکن آگے تبلیغی رابطہ نہیں بڑھتا۔ اپنے ان رابطوں کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ اب مسجد کی تعمیر کی وجہ سے اس شہر میں بھی اور سارے ملک میں بھی توجہ پیدا ہوگی۔

لیف لیٹس کی تقسیم کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ اپنا ایک ٹارگٹ رکھیں اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جن انصار کو انگریزی زبان نہیں بھی آتی تو ان کے سپرد بھی یہ کام کریں۔ مختلف جگہوں پر لیف لیٹس تقسیم کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ نے یہ انتظار نہیں کرنا کہ جماعت آپ کو لٹریچر دے گی تو آپ نے تقسیم کرنا ہے۔ آپ خود اپنے پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: پہلے اپنے دو ورقہ بروشر میں امن اور محبت کا پیغام دیں۔ یہ بروشر تقسیم کرنے کے بعد پھر دوسرا بروشر تقسیم ہو جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں بتایا جائے اور آپؑ کے حوالہ سے بتایا جائے کہ امن کا قیام آپؑ سے ہی وابستہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بروشر اور فلائرز مسلسل تقسیم کرتے رہیں۔ قطرہ قطرہ سے آگے بڑھیں گے تو پھر بڑی تعداد میں تقسیم ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: جو پرانا طریقہ ہے کہ ایک دفعہ سٹال لگا لیا۔ یہ کافی نہیں۔ سٹال لگانے کا فائدہ تو تب ہے کہ سٹال پر لوگ آئیں اور دلچسپی پیدا ہو۔ حضور انور نے فرمایا: کم از کم ہاتھ میں دیں، تعارف تو ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: ہدایت تو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ لیکن آپ کا کام پیغام پہنچانا ہے۔ کب بریک تھرو (Break Through) ہوتا ہے خدا کو پتہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ سب انصار کو ٹارگٹ دیں۔ یہاں پڑھے لکھے ڈاکٹر صاحبان ہیں۔ ان کے اپنے روابط اور تعلقات ہیں۔ یہ بھی لیف لیٹس تقسیم کریں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو نئے طریق ایکسپلور (Explore) کرنے پڑیں گے۔ صرف پرانے طریقوں پر کام نہیں ہوگا۔ آپ تربیت اور تبلیغ دو کام کر لیں تو بہت ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: انصار اللہ چالیس سال سے اوپر ہیں۔ اب کوئی فیشن وغیرہ کی عمر تو نہیں ہے اس لئے جن کی داڑھی نہیں ہے وہ داڑھی رکھ لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ لوگ داڑھی نہیں رکھتے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا: جتنا جس کا ہم سے تعلق ہے وہ آپ ہی رکھ لے گا۔

قائد مال سے حضور انور نے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا تو موصوف نے بتایا کہ چار ہزار یورو بجٹ ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ میں تو ڈاکٹرز کمانے والے ہیں۔ آپ کا تو خدام سے زیادہ ہونا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: بجٹ گراس رُوٹ لیول پر بننا چاہیے۔ یہ نہیں کہ گھر بیٹھ کر بنا لیا۔ حضور انور نے فرمایا: چندہ انکم کے مطابق ہونا چاہیے۔ جو انکم نہیں بتاتا تو اُسے کہہ دیں کہ لکھ کر دے دو کہ میں صرف اتنا دے سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ حضور انور نے فرمایا: کسی کے پیچھے نہ پڑیں اور کسی سے زبردستی کر کے غلط بیانی نہ کروائیں۔

قائد اشاعت نے بتایا کہ ہم نے رسالہ ’’انصار الدین‘‘ شائع کیا ہے اور پہلی دفعہ نکالا ہے اور ہمیں فی کاپی پانچ یورو میں پڑی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: رقیم پریس یوکے سے شائع کروائیں سستا ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: انصار اللہ یوکے نے کتاب "Life of Mohammad صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ ایک لاکھ شائع کروائی ہے۔ دو صد پچاس صفحات کی کتاب ہے۔ ان کو فی کتاب ساٹھ پینس کی پڑی ہے۔ یہ کتاب آپ انصار اللہ یوکے سے منگوالیں وہ آپ کو اصل خرچ پر مہیّا کر دیں گے۔

قائد صحت جسمانی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سب انصار کوئی نہ کوئی ورزش کریں۔ اس وقت 35 انصار ورزش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: ان سے سیر کروا لیا کریں۔ سب انصار سیر کریں۔ اور کوشش کریں کہ انصار چیرٹی واک میں حصّہ لیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ نے اپنے لئے جو کتب، لٹریچر شائع کرنا ہے وہ اپنے سینٹر ریزرو سے شائع کروا لیں۔ اور جو یوکے سے منگوانی ہے وہ وہاں سے منگوا لیں۔

مجلس عاملہ انصار اللہ آئرلینڈ کی یہ میٹنگ گیارہ بجکر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور کے استفسار پر جنرل سیکرٹری نے بتایا کہ آئرلینڈ میں تین جماعتیں ہیں اور ہمیں کارگزاری رپورٹ موصول ہوتی ہیں۔

نیشنل سیکرٹری تربیت سے حضور انور نے تربیتی پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ ہم نماز کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ ہم نے عشرہ صلوٰۃ بھی منایا ہے۔ مسجد مریم گالوے اور بیت الاحد ڈبلن کے علاقے، مختلف علاقوں میں گھروں میں بھی نماز سینٹر بنائے گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: کیا کوئی ایسا سسٹم ہے کہ آپ کو پتہ لگے کہ لوگ نماز پر آ رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: کتنے انصار، خدام نماز پر آ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: خدام کی طرف توجہ دیں کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ نماز پر آئیں۔ صدر صاحب خدام الاحمدیہ نمازوں پر لانے کے لئے پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کا بھی جائزہ لیں۔ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہیے کہ کتنے لوگ روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔

حضور انور نے مبلغ انچارج ابراہیم نونن صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ جائزہ لیں کہ کتنے احمدی، انصار، خدام، اطفال مختلف جگہوں پر رہ رہے ہیں اور آپ کس طرح نماز میں اپنی حاضری بڑھا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: نمازوں کی تلقین کے لئے صرف خطبہ دے دینا کافی نہیں بلکہ گھروں میں رابطہ کر کے توجہ دلائیں اور تاکید کریں۔ نماز باجماعت ہر شخص پر فرض ہے۔ بار بار توجہ دلاتے رہیں۔

مبلغ سلسلہ ربیب احمد مرزا صاحب نے بتایا کہ وہ بھی خطبہ جمعہ میں نماز کے حوالہ سے توجہ دلاتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: صرف خطبہ میں توجہ دلانا کافی نہیں۔ آپ کا ہر فیملی سے ذاتی رابطہ ہونا ضروری ہے۔ آپ یہ باور کروائیں کہ آپ ان کے ہمدرد ہیں۔ وہ آپ کی بات سنیں گے اور جماعت کے سینٹر میں آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: نمازوں پر حاضری بڑھانے کے لئے نیشنل سیکرٹری تربیت، قائد تربیت، مہتمم تربیت اور دوسری جماعتوں اور مجالس کے شعبہ تربیت کا گراس روٹ لیول پر کام کرنا ضروری ہے اور نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں اور پھر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو MTA سے منسلک کریں اور میرا خطبہ جمعہ باقاعدہ سنیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے پاس اس کا data ہونا چاہیے کہ کون سے لوگ ہیں جو باقاعدہ خطبہ سنتے ہیں اور کون سے ایسے ہیں جو اس میں کمزوری دکھا رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: MTA پر مختلف پروگرام آتے ہیں۔ ہر ایک اپنے دلچسپی کے پروگرام دیکھ سکتا ہے۔

سیکرٹری تربیت نے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے بتایا کہ اسّی فیصد باقاعدہ خطبہ سنتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہیے کہ کتنے ہیں جو مہینے کے چاروں خطبات سنتے ہیں یا تین یا دو سنتے ہیں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم کا بھی جائزہ لیں اور کوشش کریں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا باقاعدہ درس ہونا چاہیے۔ اسی طرح نماز مغرب یا نماز عشاء کے بعد ملفوظات یا حدیث وغیرہ کا درس ہونا چاہیے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: شادی سے قبل لڑکے اور لڑکی کی کونسلنگ کا پروگرام ہونا چاہیے۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کو ان کے حقوق اور فرائض اور ذمّہ داریوں کا پتہ ہونا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: دونوں مبلغین کونسلنگ کمیٹی کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ دونوں مبلغین میں سے ایک کا کونسلنگ کے دوران ہونا ضروری ہے۔ حضور انور نے فرمایا: ملک کے اندر جو رشتے ہو رہے ہیں ان کی کونسلنگ ضرور ہونی چاہیے۔ کونسلنگ میں بتائیں کہ قرآن کریم نے کیا حقوق و فرائض مقرر کئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور احادیث کی روشنی میں بتائیں۔ شادی بیاہ کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات بتائیں۔ آپ کے ارشادات کی روشنی میں سمجھائیں۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح کا خطبہ دیتے ہوئے مسنونہ آیات کا ترجمہ بتایا کریں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے قرآن کریم کی کیا تعلیم ہے۔ کیا حقوق ہیں، کیا ذمّہ داریاں ہیں۔

عاملہ کے ایک ممبر نے عرض کیا کہ ہمارے ایک مربی صاحب کی ابھی شادی ہونے والی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک مربی کی بیوی، مربی کی طرح قربانی کرنے والی ہونی چاہیے اور مربی کے ساتھ وقف نبھانے والی ہو۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے دو لاکھ لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلے جو لیف لیٹس

دیں وہ امن کے پیغام کے حوالہ سے ہو۔ اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ کوٹیشن دیں جو امن کا پیغام دیتی ہے۔

پھر دوسرے لیف لیٹس تقسیم ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر ہو۔ "Messiah of the Age" پر ہو۔ پھر اس کے بعد اسلام کی سچی تعلیمات پر مشتمل لیف لیٹ ہو اور بتایا جائے کہ دنیا کی بقا ان تعلیمات پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں مسجد میں ساؤنڈ سسٹم کے لئے جو الیکٹریشن آیا تھا وہ بہت متاثر ہوا ہے اور اس نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مجھے یہاں خدا مل گیا ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ نمازیں بھی پڑھی ہیں۔ تو اس طرح کے جو لوگ ہیں ان سے رابطہ رکھیں، follow up کریں۔

پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے کہا تھا کہ تقریباً convert ہو چکا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا: آپ بیج پھینکیں اور ذاتی رابطے بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کی عاملہ کے 22 ممبران ہیں۔ عاملہ کا ہر ممبر ایک لوکل آئرش سے رابطہ کرے۔ اگر چوتھا حصّہ بھی کامیاب ہو جائے تو پانچ چھ بیعتیں آپ کو اس پہلے سال میں مل جائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح منصوبہ بندی کر کے عملی طور پر مؤثر پروگرام بنائیں۔ اور اپنے ذاتی روابط اور تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب یہاں مسجد کے افتتاح کی RT ریڈیو اور اخبارات نے کوریج دی ہے۔ لاکھوں لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔ اب آپ کا کام ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور یہاں break through کریں۔

لیف لیٹس کی تقسیم کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ یہ لوگ جان لیں گے کہ احمدیت کیا ہے۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آپ کے پروگرام کیا ہیں۔ آپ کس قسم کے مسلمان ہیں۔ آپ کا کردار کیا ہے۔ ہم اس طرح کے مسلمان نہیں ہیں جس طرح دوسرے مسلمان ہیں۔ ہم ان سے مختلف ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر براہ راست بغیر کسی تعارف کے تبلیغ کریں گے تو کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔ اگر آپ پہلے جماعت کا تعارف کروا چکے ہوں گے تو پھر لوگوں سے مل کر، رابطہ کر کے بات کریں گے تو لوگ آپ کی بات سنیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: بہت سے لوگوں نے یہاں کہا ہے اور اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وہ پہلے اسلام کے بارہ میں صحیح معلومات، اچھی معلومات نہیں رکھتے تھے لیکن اب اسلام کا حقیقی پیغام ملنے کے بعد اسلام کے بارہ میں ہمارے خیالات میں تبدیلی ہوئی ہے۔

اب آپ کا کام ہے کہ مسلسل follow up کریں اور ان لوگوں سے رابطہ رکھیں۔

سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا کہ مبلغ انچارج صاحب ہمیں بیعتوں کا زیادہ ٹارگٹ دیتے ہیں جو ہم سے پورا نہیں ہوتا تو ہمیں ندامت ہوتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ نے disappointed نہیں ہونا بلکہ یہ دیکھیں کہ ہماری کوئی کمیاں رہ گئی ہیں اور اگلی بار ان کمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض ممالک کا سالانہ بجٹ مکمل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ آئندہ سال اپنا بجٹ کم نہیں کرتے بلکہ مزید بڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں کے دونوں مبلغ اس سال دو دو بیعتیں کروائیں اور اس کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ چھ اور خدام، انصار اور لجنہ پانچ پانچ بیعتیں کروائیں۔ حضور انور نے فرمایا: گالوے (Galway) میں گراؤنڈ تیار ہے۔ آپ نے اب بیج بونا ہے اور کام کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: سویڈن نے تین لاکھ لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں، چھوٹی جماعت ہے۔ اسی طرح سپین میں گزشتہ سال جامعہ یوکے کے طلباء کو بھجوایا گیا تھا۔ انہوں نے دو تین ہفتوں میں پونے تین لاکھ لیف لیٹس تقسیم کئے۔

گزشتہ دنوں جامعہ کے آٹھ طلباء سیر کی غرض سے سپین گئے تھے انہوں نے اپنے قیام کے دوران پچاس ہزار سے زائد لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں۔ تقسیم کے دوران لوگ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: والنسیا میں ٹرین سے اترنے والے ایک مسافر کو جب لیف لیٹ دیا گیا تو اس نے کہا میں بارسلونا سے آرہا ہوں۔ وہاں مجھے ایک نوجوان نے یہ لیف لیٹ دیا تھا۔ یہ میری جیب میں ہے چنانچہ اُس نے نکال کر دکھایا۔ اُس نے یہ سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ پھینکا نہیں تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ساٹھ فیصد سے زائد لوگ سنبھالتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اب بڑی تعداد میں لوگوں کو جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔

صدر انصار اللہ ڈاکٹر علیم صاحب نے بتایا کہ اپنی Job کے سلسلہ میں ایک سفر کے دوران ایک نوجوان سے رابطہ ہوا۔ مذاہب کے بارہ میں بات ہوئی تو اس نے بتایا مجھے احمدیوں کی طرف سے ایک لیف لیٹ ملا تھا۔ میں نے سارا پڑھا ہے۔ چنانچہ اس کو جماعت کے بارہ میں مزید بتایا اور اُس سے رابطہ قائم ہو گیا۔ اس کو مسجد لے کر آیا اور اب اس سے مستقل رابطہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب اس شخص کو مزید لٹریچر دیں۔ ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ دیں۔ کتاب ’’لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ (Life of Mohammad) بھی دیں۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ریلوے اسٹیشن پر جا کر لیف لیٹس تقسیم کریں۔ بس سٹاپ پر دیں۔ آپ نے صرف ایک دو جگہوں پر نہیں رہنا بلکہ مختلف راستے explore کریں اور وسیع پیمانہ پر لیف لیٹس تقسیم کریں۔ مارکیٹ میں کھڑے ہو جائیں وہاں تقسیم کریں۔ آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہی دے رہے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: Door to Door کا مطلب یہ تھا کہ ہر گھر تک پہنچ جائے۔

حضور انور نے فرمایا: خواتین اپنا پروگرام آرگنائز کر رہی ہیں۔ انہوں نے مینا بازار کی طرز پر اپنا پروگرام بنایا ہے اور کارڈ بھی تقسیم کیا تا کہ لوگ آئیں اور اُن کا جماعت سے رابطہ قائم ہو۔ فلائرز کی تقسیم ہو اور وہ لٹریچر بھی حاصل کریں اور اس طرح تبلیغ بھی ہو گی۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت اسلام آباد یوکے نے بھی ایک Fair کی طرز پر پروگرام بنایا تھا۔ جہاں کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ لٹریچر بھی رکھا تھا۔ لوگ آئے تھے ان کو لٹریچر بھی دیا۔ ان میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ سوال و جواب بھی ہوئے اور ان سے ایک رابطہ بن گیا اور یہ پروگرام تبلیغ کا ذریعہ بن گیا۔

حضور انور نے فرمایا: خدام الاحمدیہ بھی اس طرز کا پروگرام آرگنائز کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو بھی پروگرام کریں خواہ نمائش کا پروگرام ہو، مینا بازار کا پروگرام ہو یا کوئی اور پروگرام ہو، اصل غرض اور مقصد یہ ہو کہ تبلیغ کے لئے رابطے ہوں۔ ہمارا اصل مقصد لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔

حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش ہوئی کہ یہاں ہر سال سعودی عرب سے پندرہ ہزار طلباء تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ان سے رابطہ کریں۔ یہ لوگ اپنے سسٹم سے fed up ہیں اور جو پڑھے لکھے ہیں وہ وہابی ازم اور سلفی ازم سے تنگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ Cork جماعت کی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ وہاں جماعت کے پاس کوئی سینٹر نہیں ہے جہاں احباب اکٹھے ہو سکیں اور جو تبلیغی رابطے ہیں ان کو وہاں بلایا جا سکے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: وہاں اپنے سینٹر کے لئے جگہ دیکھیں۔ کوئی عمارت دیکھ لیں، اپنی ضرورت کے مطابق تلاش کریں اور پھر مجھے بتائیں۔ حضور انور نے اخراجات کے حوالے سے بعض انتظامی ہدایات دیں۔

ملک کے دار الحکومت ڈبلن (Dublin) میں مسجد کے قیام کے بارہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا: شہر کے باہر کے علاقے میں دیکھیں جہاں لوگ جا سکیں اور ایسی جگہ دیکھیں جو ہماری ضروریات کے مطابق ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران عاملہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ عام احمدی کو جماعتی عہدیداران سے شکایات ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ نرم، ہمدردانہ اور مخلصانہ رویّہ رکھیں۔ ہر ایک کی بات سنیں اور خادم بن کر کام کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ ’’سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ‘‘ کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

حضور انور نے عاملہ ممبران سے دریافت فرمایا کہ جماعت یوکے کی مجلس شوریٰ سے جو میں نے ایڈریس کیا تھا کیا آپ سب نے سن لیا ہے۔ اس پر نیشنل صدر صاحب نے عرض کیا کہ ہم سب نے اپنی ایک عاملہ میٹنگ میں سُن لیا تھا۔

میٹنگ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایڈیشنل سیکرٹری وقف جدید نو مبائعین یوسف Pender صاحب کو ہدایت فرمائی کہ اس سال کے لئے آپ کا ٹارگٹ بھی دو بیعتیں ہیں۔ دونوں مربیان اور آپ تینوں کا ٹارگٹ دو دو بیعت کا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ آپ تینوں میں سے کون یہ ہدف حاصل کرتا ہے۔

ایک بجکر دس منٹ پر یہ میٹنگ اختتام کو پہنچی۔ آخر پر ممبران مجلس عاملہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تقریب آمین

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مریم تشریف لے آئے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم حارث احمد، روحان ملک، محمود شرما، باسل عبدالودود، جہانگیر رشید، نصر سعید، عبدالمعز ملک، ولید احمد، حمزہ احمد، صغیر احمد، خاقان احمد، عزیزہ جازبہ خان، دانیہ احمد، لبیبہ افتخار، سمرۃ خان، عزیزہ تنزیلہ۔

ایک آئرش نوجوان یوسف Pender صاحب نے چند سال قبل بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے قرآن کریم سیکھا ہے اور قرآن کریم مکمل کیا ہے۔ موصوف کی بھی آمین ہوئی۔ حضور انور نے از راہ شفقت ان سے قرآن کریم کی چند آیات سنیں اور دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز کی ادائیگی کے بعد جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے باہر تشریف لائے تو مسجد کے ساؤنڈ سسٹم کے لئے یہاں موجود آئرش نوجوان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے از راہ شفقت موصوف کو کتاب "The Conference of World Religions" (Guildhall) عطا فرمائی۔

بعد ازاں مسجد کے بیرونی احاطہ میں MTA انٹرنیشنل کی ٹیم نے جو لندن سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ اور پروگراموں کی coverage اور live نشریات کے لئے آئرلینڈ گئی تھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنانے کا شرف پایا۔

اس کے بعد علی الترتیب دونوں مبلغین آئرلینڈ ابراہیم نونن صاحب اور ربیب احمد مرزا صاحب اور لوکل مجلس عاملہ جماعت گالوے نے تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کی شعبہ عمومی کی پانچ خدام پر مشتمل سیکیورٹی ٹیم بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس آئرلینڈ کے سفر میں قافلہ کے ساتھ تھی۔ اس ٹیم نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں اس موقعہ پر موجود احباب جماعت نے بھی

ایک گروپ کی صورت میں تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مریم سے واپس ہوٹل جانے کے لئے گاڑی کے پاس تشریف لائے تو ساؤنڈ سسٹم کے لئے کام کرنے والے آئرش غیر مسلم دوست حضور انور کے پاس آئے اور تصویر بنوانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں تصویر بنوانے کا شرف بخشا۔ موصوف اس پر بے حد خوش تھے اور حضور انور کو یہاں دیکھ کر اور حضور انور کے ساتھ نمازیں ادا کر کے پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ مجھے یہاں خدا تعالیٰ مل گیا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

آج پروگرام کے مطابق گالوے (Galway) سے ڈبلن (Dublin) کے لئے روانگی تھی۔ تین بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہوٹل سے باہر تشریف لائے۔

گالوے جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچے بچیاں حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ہوٹل کے باہر جمع تھے۔ بچوں اور بچیوں کے گروپ الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ بعد ازاں یہاں سے ڈبلن کے لئے روانگی ہوئی۔

گالوے سے ڈبلن کا فاصلہ 120 میل ہے۔ ایک گھنٹہ پچاس منٹ کے سفر کے بعد پانچ بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل Castleknock تشریف آوری ہوئی۔ ہوٹل سے باہر ڈبلن جماعت کے احباب و خواتین نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب اپنے عزیزوں کے ساتھ اس موقعہ پر موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب سے ان کی اہلیہ ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ کی وفات پر اظہار تعزیت فرمایا اور مرحومہ کے عزیزوں سے حضور انور نے تعزیت کا اظہار فرمایا اور مرحومہ کے دونوں واقف نو بیٹوں کو اپنے ساتھ لگایا اور پیار کیا۔

حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی نے مرحومہ کی رشتہ دار خواتین سے اظہار تعزیت فرمایا اور مرحومہ کے دونوں بچوں کو اپنے پاس بلا کر پیار کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ 27 ستمبر 2014ء کو آئرلینڈ میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ لمبا عرصہ آئرلینڈ کی لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور پھر سیکرٹری مال رہیں۔ اور اپنی وفات تک ایسٹ ریجن کی نائب صدر لجنہ مقامی کے فرائض بھی انجام دیتی رہیں۔ اپنی وفات سے تین چار دن قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی بھی سعادت پائی تھی۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کی lobby میں تشریف لے آئے اور نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ ڈاکٹر محمد انور ملک صاحب، صدر انصار اللہ ڈاکٹر علیم الدین صاحب اور مبلغ انچارج آئرلینڈ ابراہیم نونن صاحب اور مبلغ سلسلہ آئرلینڈ ربیب احمد مرزا صاحب کو ازراہ شفقت اپنے دستخطوں اور دعائیہ کلمات کے ساتھ کتاب "The Conference of World Religions" (Guildhall) عطا فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

29 ستمبر 2014ء بروز سوموار

ڈبلن (آئرلینڈ) سے روانگی اور مسجد فضل لندن (یوکے) میں ورود مسعود

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق ڈبلن سے لندن کے لئے روانگی تھی۔ ڈبلن جماعت کے احباب مرد و خواتین حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ہوٹل سے باہر جمع تھے۔ صبح چھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہوٹل سے باہر تشریف لائے حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی اور قافلہ ڈبلن بندرگاہ (Seaport) کے لئے روانہ ہوا۔

سات بجکر دس منٹ پر پورٹ پر آمد ہوئی۔ جہاں VIP پروٹوکول انتظام کے تحت پورٹ انتظامیہ کی ایک گاڑی قافلہ کی گاڑیوں کو Escort کرتی ہوئی Ferry کے اندر لے گئی۔ اس طرح قافلہ کی گاڑیاں سب سے پہلے اس Irish Ferry میں بورڈ ہوئیں۔

اِس آئرش Ferry کے خصوصی پروٹوکول سٹاف نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مخصوص اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

بارہ منازل پر مشتمل یہ آئرش بحری جہاز اپنے وقت پر آٹھ بجکر دس منٹ پر ڈبلن (آئرلینڈ) کی پورٹ سے برطانیہ کی پورٹ Holyhead کے لئے روانہ ہوا۔ اس جہاز کی پہلی چھ منازل صرف کاروں اور ٹرکوں کے پارک کرنے کے لئے ہیں اور باقی چھ منازل پر مسافروں کے لئے مختلف لاؤنجز (Launges) اور کیفے، ریسٹورنٹ shops اور مختلف اپارٹمنٹس بنے ہوئے ہیں۔ اس جہاز کی لمبائی 209 میٹر اور اونچائی 51 میٹر ہے۔ اس جہاز میں دو ہزار مسافروں کی گنجائش موجود ہے اس کے علاوہ 1342 کاروں اور 240 ٹرکوں کے پارک ہونے کی گنجائش ہے۔ اگر ٹرکوں کو نکال دیا جائے تو قریباً 1800 کاریں اس بحری جہاز پر بورڈ کی جاسکتی ہیں۔

قریباً تین گھنٹے پچیس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجکر 35 منٹ پر Ferry برطانیہ کی بندرگاہ Holyhead پہنچی اور ایک خصوصی پروٹوکول انتظام کے تحت حضور انور اور قافلہ کی گاڑیاں سب سے پہلے جہاز سے باہر آئیں۔

پورٹ پر مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ ریجن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

نارتھ ویلز میں جماعتی سینٹر کا وزٹ

جماعت نارتھ ویلز نے اپنے سینٹر اور مسجد کی تعمیر کے لئے ایک عمارت Rhyl Town میں فروری 2014ء میں خریدی ہے۔ یہاں پورٹ Holyhead سے لندن جاتے ہوئے راستہ میں رُک کر اس عمارت کے معائنہ اور یہاں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا پروگرام تھا۔ پورٹ سے Rhyl Town کا فاصلہ پچاس میل ہے۔ پورٹ سے روانہ ہو کر قریباً پونے ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جماعت نارتھ ویلز (North Wales) میں آمد ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم کلیم احمد باجوہ صاحب صدر جماعت نارتھ ویلز، قاضی ناصر احمد صاحب سابق ریجنل امیر نارتھ ویسٹ ریجن، غلام عباس صاحب زعیم انصار اللہ، عطاء العلیم صاحب قائد خدام الاحمدیہ Liverpool نارتھ ویلز اور منصور احمد خان صاحب ریجنل قائد نارتھ ویسٹ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور اپنے آقا کا استقبال کیا۔

حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں مکرم ملک محمد اکرم صاحب مبلغ مانچسٹر، مکرم محمد احمد خورشید صاحب مبلغ نارتھ ویسٹ، مکرم چوہدری انوار الحق صاحب صدر جماعت Stockport، مکرم ساجد ارائیں صاحب صدر جماعت مانچسٹر ساؤتھ، اور ایک مقامی انگریز احمدی دوست احمد مبارک صاحب بھی موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان استقبال کرنے والے سبھی احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بعد ازاں اس عمارت کا معائنہ فرمایا۔

اس عمارت کا سنگ بنیاد 1873ء میں Mr. Robert Jones نے رکھا جو اس وقت اس علاقہ میں کمشنر تھے۔ 1895ء میں اس عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی اور یہ "Calvinist Methodist Community" کے زیر استعمال رہی۔ یہ عمارت دو منازل پر مشتمل ہے اور اس کا زیر تعمیر حصہ 6000 مربع فٹ ہے۔

پہلی منزل گراؤنڈ فلور پر ایک بڑا ہال 124 مربع فٹ اور ایک چھوٹا ہال 72 مربع فٹ کا ہے۔ اس کے علاوہ چار دفاتر اور کچن کی سہولت بھی ہے۔ پہلی منزل کے دونوں ہالوں میں 242 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دوسری منزل پر بھی 96 مربع فٹ کا ایک ہال ہے جس میں 133 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف دفاتر اور کچن کی سہولت حاصل ہے۔ دونوں منازل پر نو باتھ روم اور واش روم، بیوت الخلاء کی سہولت بھی حاصل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ساری عمارت کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ اور مقامی انتظامیہ سے مختلف امور دریافت فرمائے اور اس سینٹر کے قریب رہنے والے احباب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ صدر جماعت نے بتایا کہ اب یہاں باقاعدہ نمازوں کی ادائیگی ہوتی ہے۔ نماز جمعہ، جماعت کی میٹنگز، اجلاسات اور دوسرے مختلف جماعتی فنکشنز ہوتے ہیں۔ اب اس جگہ کو مسجد کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا۔

بعد ازاں ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس عمارت کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد یہاں سے آگے بطرف لندن روانگی کا پروگرام تھا۔ پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باہر تشریف لائے اور یہاں کی مقامی جماعت اور اس ریجن کے جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور شرف مصافحہ بھی حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ لندن کے لئے روانہ ہوا۔

یہاں سے لندن کا فاصلہ 250 میل ہے۔ پونے تین بجے یہاں سے روانہ ہو کر سات بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین نے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔

مسجد کے بیرونی احاطہ کے ایک حصہ میں خواتین جمع تھیں۔ جب کہ دوسری طرف مرد احباب حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ہدایت فرمائی کہ نماز کی تیاری کریں۔

سات بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل میں تشریف لا کر نماز مغرب پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آئرلینڈ کے اس سفر میں جن افراد کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں سفر کرنے کی سعادت عطا ہوئی ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

حضرت سیّدہ امۃ السبوح صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن۔ مکرم بشیر احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس۔ مکرم عمیر علیم صاحب انچارج مخزن تصاویر۔ مکرم محمد احمد ناصر صاحب نائب افسر حفاظت خاص۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب سیکیورٹی سٹاف۔ مکرم محمود احمد خان صاحب سیکیورٹی سٹاف۔ مکرم اعجاز الرحمٰن صاحب سیکیورٹی سٹاف۔ مکرم محسن اعوان صاحب سیکیورٹی سٹاف۔ مکرم خواجہ عبدالقدوس صاحب سیکیورٹی سٹاف۔ (خاکسار) عبدالماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن۔ اس کے علاوہ مکرم ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب اور مکرم ندیم احمد امینی صاحب کو اپنی گاڑیوں کے ساتھ قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

......☆☆☆......

بقیہ: لجنہ یوکے کا سالانہ اجتماع از صفحہ 2

تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ عام طور پر ہماری بڑی بوڑھیوں میں زیادہ بدعات ہوتی ہیں۔ جب ان کے پاس پیسے کی کھل ہوئی تو وہاں شادی بیاہ پہ بلاوجہ کی رسومات اور بدعات کو انہوں نے شروع کر دیا ہے۔ زیور کپڑا اس کا بہت زیادہ رجحان ہو گیا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت احمدی خواتین کی ایسی ہے جو چندوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہیں بلکہ بعض ایسی ہیں جو مَردوں کو چندوں کی طرف کی ادائیگی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جو مَردوں سے بڑھ کر خود چندے ادا کرنے والی ہیں۔ پس سب ایسی عورتیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہیں ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی جو طرز عمل ہے اس کے پیچھے چلنے کی کوشش کریں نہ کہ اس دنیا میں آ کر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگیں۔ اگر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگیں تو یہاں شاید دنیا تو آپ کو مل جائے لیکن جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے باتیں کی ہیں پھر آخرت میں کوئی reward اس کا نہیں ہوگا۔ کوئی بدلہ اس کا نہیں ہوگا۔ کوئی جزا نہیں ہوگی۔ پس ایک احمدی عورت کا کام ہے اور فرض ہے کہ وہ اللہ کی خاطر ہر کام کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس دنیا میں بھی جزا پانے والی ہو اور اگلے جہان میں بھی جزا پانے والی ہو۔

پس پھر میں کہوں گا بار بار یہی کہوں گا کہ اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیں اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ یہ اجتماع بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیہ بینن کے 12ویں نیشنل اجتماع کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

علمی ورزشی مقابلے۔ مارچ پاسٹ۔ عطیہ خون۔ مجلس شوریٰ۔ درس اور تقاریر۔

رپورٹ: رفیق احمد کاشف مبلغ سلسلہ۔ بینن

امسال مجلس خدام الاحمدیہ بینن کو 19 تا 21 ستمبر 2014ء کو Dassa میں 12واں نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ کئی سال سے یہ اجتماع Porto Novo میں منعقد ہو رہا تھا۔ امسال پہلی مرتبہ Dassa میں انعقاد کیا گیا۔ Dassa بینن کے وسط میں واقع ہے۔ اجتماع کے لئے گورنمنٹ سے ایک کالج کی عمارت لی گئی تھی۔ جسے وقار عمل کے ذریعہ صاف کیا گیا اور خوبصورت بینرز کے ساتھ سجایا گیا۔ خدام کی تربیت کی غرض سے مختلف انتظامی امور تمام ریجنز کے سپرد کئے گئے تھے جو بخوبی انجام پائے۔ خدام اور اطفال کے قافلے 18 ستمبر کو بعد دوپہر پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ علمی مقابلہ جات اور نمازوں کے لئے انتظام کالج کے ہال میں کیا گیا جبکہ رہائش کا انتظام کلاس رومز میں کیا گیا۔ اور ورزشی مقابلہ جات کالج کے گراؤنڈ میں منعقد کیے گئے۔

مورخہ 19 ستمبر کو اجتماع کا باقاعدہ آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ اس کے بعد نماز فجر ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد اجتماع کی تاریخ اور مقاصد کے موضوع پر درس ہوا۔ اس کے بعد آج کے پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا گیا۔ اس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بینن مکرم لقمان بصیرو صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد مقابلہ حفظ قرآن ہوا جس کا نصاب خدام کے لئے آخری چالیس سورتیں اور اطفال کے لئے آخری بیس سورتیں تھیں۔ خدام میں حبیب ذوالقرنین اول، ابوبکر یعقوب دوئم اور لاماں ابراہیم سوم قرار پائے اور اسی طرح اطفال میں آدم مصطفیٰ اول، باشعی رضوان دوم اور لاماں مالک سوم قرار پائے۔ مقابلہ حفظ قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ میں خدام میں مارکوس شاہد اول، شیتو رزاق دوم اور عیسیٰ جمعہ سوم قرار پائے۔ اسی طرح اطفال میں عیسیٰ مصطفیٰ اول، خاقان احمد دوم اور کامران احمد سوم قرار پائے۔

ان مقابلہ جات کے بعد نماز جمعہ اور نماز عصر ادا کی گئی۔ نمازوں کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مختلف ریجنز کی ٹیموں کے درمیان فٹ بال کے مقابلے ہوئے جس میں Pobé اور Bohicon ریجن پر مشتمل ٹیم اول اور Porto Novo اور Cotonou ریجن پر مشتمل ٹیم دوم قرار پائی۔ نماز مغرب اور عشاء کے بعد رات کا کھانا پیش کیا گیا اور اس کے بعد دینی معلومات کا سوال و جواب کا مقابلہ ہوا۔ جس میں Bassila ریجن کی ٹیم اول، Allada ریجن کی ٹیم دوم اور Pobé ریجن کی ٹیم سوم قرار پائی۔

20 ستمبر کو دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم انوار الحق مبلغ سلسلہ نے ’’ایک مثالی خادم کی خصوصیات‘‘ کے موضوع پر درس دیا اور بیان کیا کہ ایک خادم کا جماعت کے ساتھ اطاعت و وفا کا تعلق ہونا چاہیئے۔ خلیفہ وقت کو باقاعدگی کے ساتھ دعا کے لئے لکھنا چاہیئے ہر قسم کی برائیوں سے دور رہنا چاہیئے اور صادق اور امین ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں خدام میں ابراہیم افضل اول، اونیبو خلیل دوم اور لاماں ابراہیم سوم قرار پائے۔ اسی طرح اطفال میں Owoleso Ashiraf اول، کامران احمد دوم اور Bioa Imouran سوم قرار پائے۔

مارچ پاسٹ:

ناشتہ کے بعد شہر میں مارچ پاسٹ کرنے کا پروگرام تھا۔ یہ بینن میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا بڑا اہم ایونٹ ہوتا ہے جس کا تمام خدام کو شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ بینن میں خدام الاحمدیہ کے نیشنل اجتماع میں مارچ پاسٹ 2009ء میں شروع کیا گیا تھا جس کے بعد سے الحمدللہ مستقل جاری ہے۔ اس میں تمام خدام دو قطاروں میں ترتیب کے ساتھ ہاتھوں میں بینرز لے کر کھڑے ہوتے ہیں جن پر مختلف نعرے اور تحریرات کنندہ ہوتی ہیں اور سب سے آگے صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم امیر صاحب اور مہمان ہوتے ہیں جو دوسرے ممالک کی مجالس خدام الاحمدیہ کی نمائندگی میں بینن تشریف لاتے ہیں۔ ان کے بعد دور تک نظر آنے والی دو قطاروں میں خدام واک کرتے اور ترانے اور نعرہائے تکبیر اللہ اکبر نیز امن و آشتی کے پیغامات پڑھتے جاتے ہیں۔ امسال سب سے آگے ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا بینر اٹھائے خدام پرجوش انداز میں نعرے لگاتے ہوئے مین شہر میں 6 کلومیٹر واک کی۔ واک کے دوران جہاں اپنے خدام کا جوش دیدنی تھا وہاں راہ چلتے اور دکانوں میں بیٹھے لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مارچ پاسٹ مکمل کرنے کے بعد جب واپس اسکول میں پہنچے تو اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور نماز ظہر اور عصر ادا کی گئیں۔ اس کے بعد رسہ کشی کا مقابلہ ہوا جس میں Bassila ریجن اول، اور Dassa ریجن دوم قرار پائے۔ اسی طرح رسہ کشی کا ایک نمائشی میچ مرکزی مبلغین اور لوکل معلمین کے درمیان ہوا جو ایک سخت مقابلہ کے بعد مرکزی مبلغین نے جیت لیا۔ اس کے بعد تیز دوڑنے کا مقابلہ ہوا جس میں Noureni Odjoubele اول، ابوبکر الحسن دوم اور Traore Ali سوم قرار پائے۔ ثابت قدمی کے مقابلہ میں Biadi Saani اول، لاماں ابراہیم دوم اور Mehou Isaac سوم قرار پائے۔

مورخہ 21 ستمبر کو دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم ابراہیم عبدالعزیز صاحب ’’ہم نوجوان نسل کیلئے کیسے نمونہ بن سکتے ہیں‘‘ کے موضوع پر درس دیا۔

جماعت احمدیہ اور اس کی ذیلی تنظیمیں ابتدا سے ہی حضرت مسیح موعودؑ اور خلافتِ حقہ اسلامیہ کی راہنمائی میں خدمت انسانیت میں پیش پیش ہیں۔ اسی خدمت خلق کے جذبہ کے قائم رکھنے کی خاطر عطیہ خون کا انتظام کیا گیا جس میں خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور چالیس خون کی بوتلیں عطیہ کی گئیں۔ یاد رہے بینن میں پہلے روائتی (فٹش) یعنی بت پرستی کا مذہب ہوتا تھا۔ بعد میں عیسائی اور مسلمان آئے اس لئے اب بھی ان کے رسم و رواج میں اس روائتی مذہب کی چھاپ نظر آتی ہے جس میں یہ لوگ خون کا عطیہ کرنے سے گھبراتے ہیں اور اور کئی قسم کے توہمات کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ جماعت احمدیہ کے نومبائعین بھی عطیہ خون کی اہمیت کو سمجھنا شروع ہو گئے ہیں اور دوسرے خدام کے ساتھ آگے بڑھ کر خون کا عطیہ دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے پیش کرتے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

عطیہ خون کے بعد خدام الاحمدیہ کی شوریٰ ہوئی جس کی صدارت مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے کی اور خدام الاحمدیہ کو تفصیل کے ساتھ شوریٰ کا نظام سکھایا۔ تلاوت اور ترجمہ کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی دعا کروائی جس کے بعد نمائندگانِ شوری کی حاضری لی گئی جس کے بعد شوری کے قواعد پڑھ کر سنائے گئے اور امسال کی دو تجاویز کو ممبرانِ شوری کے سامنے بیان کیا گیا جو کہ حسبِ ذیل ہیں۔

(1) خدام الاحمدیہ کو فعال کرنے کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

(2) خدام الاحمدیہ کو مالی لحاظ سے خود کفیل کرنے کے لئے حکمتِ عملی وضع کی جائے۔

اس کے بعد ان کے متعلق سب کمیٹیوں کا قیام عمل میں آیا جس کے آخر پر ان ہر دو کمیٹیوں کے صدران اور سیکرٹریان کا اعلان کیا گیا جس کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرے اجلاس میں سب کمیٹیوں کے صدران نے اپنی رپورٹس پیش کیں۔ اور بعد بحث کے ان سفارشات کو حتمی شکل دی گئی۔

اس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی کارروائی مکرم امیر صاحب بینن کی صدارت میں عمل میں آئی۔ اور دعا کے ساتھ مجلس شوریٰ کا اختتام ہوا۔

مجلس شوریٰ کی کارروائی کے بعد اجتماع کے اختتامی سیشن کا آغاز ہوا جس کے مہمان خصوصی مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ اور نائیجریا کے وفد نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور خدام الاحمدیہ بینن کو کامیاب اجتماع کے انعقاد پر مبارکباد دی نیز صدر صاحب خدام الاحمدیہ بینن کو یادگاری شیلڈ پیش کیں۔ اس کے بعد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بینن مکرم لقمان بصیریو صاحب نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی بعدہٗ پوزیشن لینے والے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے اور مکرم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بیان کیا کہ کس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایمان کی پختگی اور اپنے عمل سے دنیا میں اسلام کو پھیلایا۔ آپ نے خدام سے کہا کہ صحابہ رسول کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ لوگ بھی اپنے عمل اور نمونہ سے جماعت کا پیغام سارے ملک میں پھیلا دیں۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔ نماز ظہر اور عصر ادا کی گئی اور کھانا پیش کیا گیا۔ اور یوں یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع کی کل حاضری 433 تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدام اخلاص و وفا میں بڑھائے اور وہ خدام الاحمدیہ کے قیام کے مقاصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے 10 اکتوبر 2014ء کے شمارہ میں صفحہ 8 پر مطبوعہ خطبہ جمعہ کے متن میں اسلام آباد کی خرید کا سَن غلطی سے 1980ء طبع ہوا ہے جبکہ اسلام آباد کی جگہ 1984ء میں خریدی گئی تھی۔
انٹرنیٹ پر الفضل کے اس شمارہ میں اصلاح کردی گئی ہے۔ احباب اس درستی کو نوٹ فرمالیں۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مالی قربانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کے ایمان افروز واقعات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22اکتوبر 2010ء میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں مکرم منور احمد خورشید صاحب نے سینیگال اور گیمبیا کے دو مخلصین کی مالی قربانی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کے واقعات پیش کئے ہیں۔ آپ رقمطراز ہیں کہ:

☆ اخبار میں گیمبیا کے نوجوان مکرم سامبوجان صاحب کے نظام وصیت میں داخل ہونے کا پڑھا اور پھر اُن کی جائداد کی تفصیل دیکھی (جو ایک عام گیمبین کی حیثیت سے کافی زیادہ تھی) تو حیرانی بھی ہوئی اور خوشی بھی۔

سامبوجان صاحب کے والد فرافینی کے قریب ایک گاؤں میں معمولی سے زمیندار تھے۔ پہلی شادی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسری شادی سے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے یعنی سامبوجان سے نوازا۔ سامبوجان صاحب نے جوانی میں قدم رکھا تو ان کا اٹھنا بیٹھنا چند احمدی دوستوں کے ساتھ ہوگیا۔ چونکہ ان کی فطرت سعید تھی اس لئے جلد ہی انہوں نے بھی احمدیت کو قبول کرلیا۔ والد نے پہلے پیار سے پھر سختی سے احمدیت سے دُور کرنے کے لئے کوشش کی مگر بے سود۔ پھر انہوں نے آخری حربہ استعمال کیا کہ احمدیت سے تائب ہوجاؤ یا گھر کو چھوڑ دو۔ سامبوجان صاحب نے اللہ پر توکّل کرتے ہوئے بڑی جرأتمندی سے دوسرے فیصلہ کو چنا اور دین متین کی خاطر اپنے ماں باپ اور گھربار کو الوداع کہہ دیا۔ جیب خالی تھی لیکن آپ نے اپنا دست سوال کسی کے سامنے دراز نہیں کیا۔

گیمبیا میں یہ طریق ہے کہ غریب مزدور پیشہ اور بیکار لوگ موسم برسات میں زمینوں کے مالکان سے دو چار ایکڑ لے کر اس میں کھیتی باڑی کرتے ہیں اور اُسی زمیندار کے ہاں ان کے قیام و طعام کا انتظام ہوتا ہے۔ پھر فصل کی کٹائی کے وقت اس کھیت کی آمد فریقین آپس میں حسب قواعد تقسیم کرلیتے ہیں۔ اسی طرح سامبوجان صاحب نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور ایک دُور دراز کے علاقہ میں کسی زمیندار سے کھیتی لی اور فصل کاشت کرلی۔

اس دوران اُن کی دونوں ماؤں نے جن کا یہ واحد بیٹا تھا رو رو کے اپنا برا حال کرلیا لیکن والد صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بعض عزیزوں نے والدہ کے کہنے پر ان کی تلاش جاری رکھی۔ آخر ان کے بارہ میں علم ہوگیا تو والدین نے گھر واپس آنے کے لئے کہا۔ آپ نے شرط رکھی کہ کوئی بھی آپ کے مذہبی معاملات میں دخل نہیں دے گا۔ یہ شرط مان لی گئی اور آپ واپس آکر فرافینی کے قریبی شہر کاعور کے احمدیہ کلینک میں ملازم ہوگئے۔

اگرچہ سامبوجان صاحب نے زندگی بھر کبھی سکول کا منہ تک نہ دیکھا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے عقل و فہم کی نعمت دے رکھی تھی اس لئے انگریزی بولنے والے احباب سے پہلے انگریزی زبان سیکھی۔ پھر مریضوں کی دیکھ بھال کے دوران معلومات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور جلد ہی آپ ڈاکٹر صاحب کے ترجمان اور کمپوڈر بن گئے۔

پھر فرافینی شہر میں اپنا کلینک شروع کیا اور ڈاکٹر سامبوجان کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک بار مَیں ان کے کلینک پر گیا تو مریضوں کی اچھی خاصی تعداد اپنی باری کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مَیں اُن سے ملا اور شام کو مسجد میں بھی ملاقات ہوئی۔ وہ باتیں کرتے کرتے بے اختیار رو پڑتے اور خدا تعالیٰ کے افضال کو بیان کرتے ہوئے کہتے کہ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کا ثمرہ ہے۔

☆ سینیگال میں جماعت کے ایک لوکل معلم مکرم احمد گئی صاحب شہر کولخ کے رہنے والے تھے۔ 1998ء میں انہوں نے اپنے ایک بیس سالہ چھوٹے بھائی مالک گئی صاحب کو ڈاکار بھجوادیا تاکہ مَیں اُن کے لئے کسی ملازمت کا انتظام کردوں۔ مَیں نے اسے مشن ہاؤس میں بطور خادم رکھ لیا۔ اس دوران مَیں نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان نہایت ایماندار اور بہت مخلص ہونے کے ساتھ بہت محنتی اور ذہین بھی ہے۔ چنانچہ مَیں نے ایک روز اسے کہا کہ تم باہر نکل کر اپنی عمر اور تعلیم کے مطابق کام تلاش کرو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہوگا کیونکہ خادم مسجد کا کام تو کوئی معمولی پڑھا لکھا اور بوڑھا آدمی بھی کرسکتا ہے۔ اُس کے چہرہ پر پریشانی کے آثار دیکھ کر مَیں نے کہا کہ کہیں اچھی ملازمت کے ملنے تک تمہارا قیام و طعام میرے پاس ہی رہے گا۔

خیر اُس نے کچھ معمولی سامان خریدا اور گلیوں میں چکر لگا کر اسے بیچنا شروع کردیا۔ جلد ہی اُس نے محسوس کیا کہ یہ کام پہلے کام سے تو بہت بہتر ہے۔ آزادی بھی ہے، مختلف لوگوں سے تعلقات اور دوستی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور پھر شہر کی گلیوں کوچوں سے بھی آشنائی شروع ہوگئی۔ پھر کام سے فراغت کے بعد وہ مشن ہاؤس میں آکر ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرتا اور اگر کوئی جماعتی خدمت ہوتی تو وہ بھی بخوشی سرانجام دیتا۔

ایک روز مَیں نے اُسے کہا کہ اگر تم اپنے مالی حالات میں کشائش چاہتے ہو تو پھر اللہ میاں کے ساتھ سودا کرلو۔ کہنے لگا: وہ کیسے؟ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اس کے راستہ میں ایک دو گے وہ تمہیں دس گُنا دے گا۔ اور اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ تم وصیت کرلو۔ اُس نوجوان نے اسی روز وصیت کرلی اور پھر بڑی ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ اپنی آمد کا دسواں حصہ (جو بظاہر بہت ہی معمولی رقم یعنی صرف 500 فرانک تھی اسے) ادا کرنا شروع کردیا۔ لیکن خدا تعالیٰ مال کی ظاہری قدر و قیمت تو نہیں دیکھتا وہ تو محض نیّتوں کو دیکھتا ہے۔

چند ماہ کے بعد اس کا ایک دوست جو ایک پریس میں سیکیورٹی کا کام کرتا تھا اُسے رخصت پر جانا پڑا تو اُس کی عدم موجودگی میں اِس نوجوان کو عارضی ملازمت مل گئی۔ اب اس کی آمد پہلے سے دوگنا ہوگئی۔ اس لئے اس کا چندہ بھی دو گُنا ہوگیا۔ اس دوران اس پریس کے مالک نے اس نوجوان کے اعلیٰ اخلاق اور ایمانداری اور تعلیمی قابلیت سے متأثر ہوکر اپنے پاس پریس میں ایک اچھے کام پر رکھ لیا۔ اب اس کی تنخواہ مزید بڑھ گئی۔ اس لئے اس نے پہلے چندہ کے مقابل پر پانچ گنا زیادہ چندہ ادا کرنا شروع کردیا۔

ان دنوں میرے ایک غیر احمدی دوست ایک بینک کے مدارالمہام تھے۔ ایک دن مَیں نے اس نوجوان کو بینک کی ملازمت دینے سے متعلق اُن سے بات کی تو انہوں نے اگلے دن ہی اس کو اپنے بینک میں ملازم رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے اور بینک کی مدد سے بینک سے متعلقہ بعض کورسز بھی کرلئے۔

تصور کریں کہ اس نوجوان نے وصیت کے بعد 500 فرانک چندہ دینا شروع کیا تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ماہانہ 80 ہزار فرانک چندہ وصیت ادا کرنے کی توفیق پا رہا ہے اور وہ اس وقت جماعت احمدیہ سینیگال کا مرکزی سیکرٹری مال بھی ہے۔ ڈاکار شہر کا شمار افریقہ کے مہنگے ترین شہروں میں ہوتا ہے اور یہاں کے ایک اچھے علاقہ میں مالک گئی صاحب کا اپنا مکان ہے۔

مکرم حکیم محمد اشرف جاوید صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22/اکتوبر 2010ء میں مکرم مرزا الیاس احمد وقار صاحب کے قلم سے محترم حکیم محمد اشرف جاوید صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حکیم محمد اشرف جاوید صاحب یکم جنوری 1957ء کو محترم حافظ غلام محمد صاحب مرحوم کے ہاں ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ محترم حافظ صاحب موصی تھے اور ہر روز رات کو اپنا حساب بناتے اور جو بھی حصہ وصیت بنتا اس کی رسید کٹواتے کہ خدا جانے کل کا دن نصیب ہو یا نہ ہو؟ گھر کا مکمل سامان (یہاں تک کہ گھر میں موجود پرانا سائیکل بھی) شامل وصیت تھا۔

محترم حکیم محمد اشرف جاوید صاحب نے خلافت ثالثہ کے دَور میں طبیہ کالج ربوہ سے حکمت کی ڈگری حاصل کی اور پھر ضلع رحیم یارخان میں اپنی سرکاری ملازمت کا آغاز کیا۔ موصوف تمام واقفین زندگی اور خدمت کرنے والوں سے غیرمعمولی محبت اور خلوص سے پیش آتے۔ ان کی خاطر بھی کرتے اور پھر بے حد شکرگزار بھی ہوتے۔

خاکسار کا تقرر خانپور میں ہوا تو آغاز مہینہ میں فون کرکے پوچھتے کہ بازار تو نہیں جانا؟ میرے اثبات پر کہتے مَیں نے بھی کچھ سودا لانا ہے۔ جب ہم بازار سے خریداری مکمل کرچکتے تو میری ادائیگی بھی یہ کہہ کر کرتے جاتے ’’گھر جاکر حساب کرلیں گے‘‘ اور جب مَیں واپسی پر حساب کا مطالبہ کرتا تو کہتے کہ مَیں تو آج گھر سے سوچ کر نکلا تھا کہ مربی صاحب جو بھی خریدیں گے رقم مَیں دوں گا۔ جب مجھے ان کی سمجھ آگئی تو میرے اصرار پر انہوں نے اس روٹین کو بدلا لیکن پھر بھی اکثر گوشت اور موسمی پھل ازخود بھجواتے رہتے۔ بعد میں مجھے علم ہوا کہ اپنے اس حسن سلوک کا ذکر وہ اپنے گھر والوں سے بھی پوشیدہ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ خاکسار کو رقم کی ضرورت پیش آئی تو ان سے پانچ صد روپے قرض لیے۔ جب مقررہ وقت پر واپس دینے گیا تو انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہنے لگے اگر خدمت کا موقع ملا ہے تو شرمندہ تو مت کریں۔ بہت اصرار کے بعد روپے واپس لئے لیکن اُسی وقت مجھے دیدیئے کہ مَیں نے اپنا قرضہ وصول کرلیا اب آپ میری طرف سے یہ تحفہ قبول کریں۔ ایسی کئی مثالیں بہت سے لوگ دیتے ہیں مگر اصل خوبی جو خدا کی طرف سے اُن میں ودیعت تھی یہ تھی کہ کبھی احسان کا احساس تک نہ ہونے دیتے بلکہ باربار جزاک اللہ کہتے جاتے اور عاجزی سے جھکتے جاتے۔

محترم حکیم صاحب نے کبھی اپنی عمر کو خدمت دین کے وقت آڑے نہیں آنے دیا۔ ہمیشہ ہر خدمت کے وقت صف اوّل میں ہی نظر آتے تھے۔ ہر خدمت نہایت خوش اسلوبی سے بجالاتے۔ لگتا تھا کہ ایک ناصر ڈیوٹی نہیں دے رہا بلکہ ایک مستعد اور چاق و چوبند نوجوان خادم ڈیوٹی دے رہا ہے۔ پھر اکثر خدام ڈیوٹی انجام دے کر چلے جاتے مگر حکیم صاحب صدر جماعت یا خاکسار سے اجازت لئے بغیر کبھی نہ جاتے۔ اکثر خدام کو بھی توجہ دلایا کرتے تھے کہ بلااجازت خود سے ڈیوٹی کو ختم سمجھ لینا بھی غلطی ہے۔

حکیم صاحب نے حضرت خلیفہ ثالثؒ کا ماٹو ’’ہمیشہ مسکراؤ‘‘ خوب اپنایا بھی اور نبھایا بھی۔ آپ کی تبلیغ میں بھی شگفتگی نمایاں ہوتی۔ آپ اور آپ کی اہلیہ نے اپنے بچوں کی تربیت بھی بہت عمدہ کی۔

مہمان نوازی کے ملکہ سے مالا مال تھے۔ جب بھی کوئی مہمان آتا تو پہلے سے دی گئی ہدایت کے مطابق گھر میں اُس مہمان کا کھانا تیار ہونے لگتا۔ جب حکیم صاحب کا تبادلہ باندھی ہوگیا تو کہنے لگے یہ مت خیال کیجئے گا کہ اب مہمان نوازی بند ہوجائے گی۔ صرف میرے گھر فون کردیا کریں۔ اور پھر گھر میں بھی اس بارہ میں خاص ہدایت دی۔

جماعتی مخالفت میں ہمیشہ حوصلے اور وقار سے رہتے۔ ایک مرتبہ مخالفین آپ کے نام کے ساتھ ہر جگہ سے ’محمد‘ کاٹ آئے، نام کی تختی بھی سرکاری دفتر سے اتار لائے اور دھمکی بھی لکھ کر رکھ آئے۔ اسی مخالفت کے باعث جب آپ کا تبادلہ ہوگیا تو پھر وہی لوگ آپ کی منّتیں کرنے لگے کہ آپ واپس آجائیں اب ہم ہر طرح سے تحفظ دیں گے۔

حکیم صاحب کے گھر کے بالکل سامنے ایک مخالف تھا۔ جب بھی اسے کوئی تکلیف ہوتی اور وہ حکیم صاحب کو بلوا بھیجتا تو حکیم صاحب اس کی دل آزار تقاریر اور حرکات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس کے چیک اَپ کے لئے نہ صرف جاتے بلکہ دوا بھی اپنی گرہ سے دیتے۔

بالآخر ایسا بھی ہونے لگا کہ جب حکیم صاحب اس کے مدرسہ جاتے تو وہ جائے نماز سے اٹھ جاتا اور وہاں حکیم صاحب کو بٹھاتا تھا۔ میرے ایک بار پوچھنے پر کہنے لگا کہ دوسرے ڈاکٹروں سے تو یہ بہت اچھے ہیں صرف ایک ہی خرابی ہے کہ ’’مرزائی‘‘ ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مولوی صاحب! جو ایک خوبی ہے اسی کو آپ برائی کہہ رہے ہیں اور اتنی خوبیاں تو ہیں ہی احمدی ہونے کی وجہ سے۔

آپ میری اہلیہ کو بیٹی کہتے اور بیٹی جیسا ہی سلوک بھی کرتے۔ خاکسار اگر کبھی دورہ پر جاتا اور رات کہیں باہر قیام کرنا ہوتا تو اپنی بیٹی کو میرے گھر بھیج دیتے تاکہ میری اہلیہ نہ گھبرائیں۔ جب حالات سنگین ہوئے تو ایسی صورت میں اپنی دو بیٹیوں کو بھیجنے لگے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26/اگست 2010ء میں مکرم مبارک احمد عابدؔ صاحب کی ایک نظم ’’سدابہار شجر‘‘ کے عنوان سے شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

رہتے ہیں ترو تازہ وہی پات شجر کے
ہر رُت میں جو ہر حال میں ہوں ساتھ شجر کے
دنیا کی کڑی دھوپ میں پاتے ہیں اَماں وہ
اس سائے تلے بیٹھیں جو دن رات شجر کے
آکاش پہ لے جاتی ہیں خود ان کو ہوائیں
جو گونجتے عالم میں ہیں نغمات شجر کے
پھر آگیا گلشن میں ہے پھل پھول کا موسم
پھر اُٹھے دعاؤں کے لئے ہاتھ شجر کے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 21, 2014 – November 27, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 21, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Reception In Hamburg: Recorded on December 05, 2012
02:45	Pushto Service
03:30	Tarjamatul Quran Class
04:35	Alif Urdu
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
06:55	Reception At Houses Of Parliament: Recorded on June 11, 2013.
07:55	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
09:50	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:40	Ghazwat-e-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:35	Dua-e-Mustaja'ab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Reception At Houses Of Parliament[R]
19:20	Real Talk USA
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday November 22, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:05	Reception At Houses Of Parliament
02:10	Friday Sermon: Recorded on November 14, 2014.
03:25	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 314.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 26, 2009.
08:00	International Jama'at News
09:00	Question And Answer session: Recorded on June 15, 1996.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:50	Faith Matters
20:45	International Jama'at News
21:15	Rah-e-Huda
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday November 23, 2014

:05	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:40	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana UK Address
02:35	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on November 21, 2014.
04:05	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 324.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on November 16, 2014.
07:55	Faith Matters
08:50	Question And Answer Session: Recorded on June 21, 1996.
10:00	Live Asr-e-Hazir
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on September 27, 2013.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:50	Friday Sermon [R]
13:55	Shotter Shondhane
14:55	Gulshane Waqf-e-Nau Atfal
16:00	Press Point
17:05	Kids Time
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal [R]
19:35	In-Depth
20:25	Roots To Branches
21:20	MTA Variety
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Question And Answer Session

Monday November 24, 2014

00:05	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal
02:20	Roots To Branches
02:50	Friday Sermon: Recorded on November 14, 2014
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 325.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:05	Interview Of Huzoor: Recorded on May 24, 2013.
07:30	Roohani Khaza'in Quiz
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on April 09, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on August 01, 2014.
11:10	Jamia Convention
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on Februrary 06, 2009.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Jamia Convention
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Interview Of Huzoor [R]
18:55	Roohani Khazaa'in Quiz
19:30	Somali Service
20:05	Islami Mahino Ka Ta'aruf
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Jamia Convention

Tuesday November 25, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:30	Interview Of Huzoor: Recorded on May 24, 2013.
01:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:00	Friday Sermon: Recorded on Februray 06, 2009.
04:10	Roohani Khazaa'in Quiz
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 326.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded November 23, 2014.
08:00	Alif Urdu
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 21, 1996.
10:10	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 21, 2014.
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:30	Asr-e Hazir
16:35	Press Point
17:40	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 21, 2014.
20:30	Alif Urdu
21:00	Press Point
22:05	Asr-e-Hazir
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday November 26, 2014

00:15	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Yassarnal Quran
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30	Alif Urdu
03:00	Press Point
04:00	Noor-e-Mustafwi
04:15	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:05	MTA Variety
08:05	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 15, 2009.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 21, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 06, 2009.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:35	Al-Tarteel
18:10	World News
18:30	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:30	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 27, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Germany Address
02:10	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:50	MTA Variety
03:50	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:25	Yassarnal Quran
06:50	Reception In Beverly Hills: Recorded on May 11, 2013.
08:10	In-Depth
08:40	Alif Urdu
08:55	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 09, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	In Depth
13:25	Kasre Saleeb
14:00	Friday Sermon
15:05	Alif Urdu
15:35	Persian Service
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran
17:50	World News
18:10	Reception In Beverly Hills
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters
21:30	Tarjamatul Quran Class [R]
22:35	Kasre Saleeb
23:15	In-Depth

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).*

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 21 Friday 14 November, 2014 Issue No. 46

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ری پبلک آف آئرلینڈ (Republic of Ireland) ستمبر 2014ء

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ آئرلینڈ اور نیشنل مجلس عاملہ جماعت آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور حضور انور کی نہایت اہم زرّیں ہدایات۔

تقریب آمین۔ گالوے سے ڈبلن آمد۔ ڈبلن سے لندن کے لئے واپسی۔ نارتھ ویلز میں جماعتی سینٹر کا وزٹ۔ مسجد فضل لندن میں ورود مسعود۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

28 ستمبر 2014ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر دس منٹ پر مسجد مریم تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

آج پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ، نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ اور نیشنل مجلس عاملہ جماعت آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ میٹنگز تھیں۔

ان میٹنگز کا انتظام ہوٹل کے ایک کانفرنس روم میں کیا گیا تھا۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ

گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس روم میں تشریف لائے اور سب سے پہلے نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ آئرلینڈ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور کے استفسار پر معتمد صاحب نے بتایا کہ ہماری تین مجالس ہیں اور خدام کی تعداد 71 ہے۔ اور ہمارا باقاعدہ نیشنل اجتماع ہوتا ہے جس کے لئے ہال بُک کروایا جاتا ہے اور اجتماع میں سپورٹس بھی ہوتی ہیں۔ مجالس سے باقاعدہ رابطہ ہے اور رپورٹس حاصل کی جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مہتمم تربیت** سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ کتنے خدام شادی شدہ ہیں اور کتنے نہیں ہیں؟ جس پر مہتمم تربیت نے عدم علم کا اظہار کیا۔ حضور انور نے فرمایا: آپ کو علم ہونا چاہیے اور آپ کے ریکارڈ میں ہونا چاہیے۔

حضور انور نے **مہتمم تجنید** کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ باقاعدہ ہر خادم سے تجنید کا فارم پُر کروائیں۔ فارم پاکستان سے منگوالیں، یوکے سے منگوالیں اور ہر خادم کے کوائف آپ کے ریکارڈ میں ہونے چاہئیں۔ خادم کا نام، اس کے والد کا نام، عمر، تعلیم، پیشہ، آمد، شادی شدہ یا غیر شادی شدہ وغیرہ۔

حضور انور نے **مہتمم مال** کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اصل یہی ہے کہ جو چندہ دینا ہے وہ آمد کے مطابق دینا ہے۔ لیکن جو اپنی آمد کے مطابق نہیں دیتا یا اپنی آمد ظاہر نہیں کرتا تو وہ لکھ کر دے کہ میں صرف اتنا چندہ دے سکتا ہوں۔

مہتمم تربیت سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ جو شادی شدہ لوگ ہیں ان کی زندگی بہتر گزر رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: جن کا نکاح ہوتا ہے ان کی کونسلنگ ہونی چاہیے۔ خاوندوں کو بیویوں کے حقوق کا پتہ ہونا چاہیے۔ شادی کی غرض یہ نہ ہو کہ قیام کا سٹیٹس (status) مل جائے، رہائش مل جائے۔ جو شادی کی اصل غرض ہے اُسی کی طرف توجہ ہونی چاہیے اور تقویٰ کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ اب مسجد بنالی ہے تو اسے آباد کریں اور دوسری جگہوں پر جہاں جہاں سینٹر ہیں وہاں بھی باقاعدہ نمازوں کا التزام کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **مہتمم تعلیم** سے دریافت فرمایا کہ خدام کے نصاب میں کونسی کتاب رکھی ہے۔ اس پر مہتمم تعلیم نے بتایا کتاب ''نظام نو'' کا امتحان لیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی رکھیں۔ مہتمم تعلیم نے بتایا کہ کتاب ''حقیقۃ الوحی'' کے سو صفحات نصاب میں رکھے ہیں اور اکتوبر میں اس کا امتحان ہے۔

مہتمم تبلیغ کو حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے آپ نے اپنا ٹارگٹ خود بنانا ہے۔ خدام الاحمدیہ اس لئے بنائی گئی تھی کہ آپ اپنے منصوبے اور پروگرام بنائیں اور کام کریں۔ اپنے طور پر کام کریں اور رابطے کریں اور سیمینار کریں۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ آپ میں سے بعض ڈاکٹرز ہیں۔ آپ اپنا پبلک ریلیشنز بڑھائیں اور میٹنگز کریں اور لوگوں کو بلائیں، اب مسجد کے افتتاح کے بعد لوگوں کی توجہ ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا: اب آپ کے پاس دو مبلغ بھی ہیں۔ ان کو بُلا کر سوال و جواب کے پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: عاملہ کے ہر ممبر نے کم از کم ایک رابطہ کرنا ہے۔ ایک رابطہ سے مراد ایک فیملی سے رابطہ ہے۔ گزشتہ تین سال میں خدام الاحمدیہ نے کوئی بیعت حاصل نہیں کی۔ پس اب اپنے رابطے قائم کریں۔ دوستیاں کریں، لوگوں سے تعلق بنائیں اور کام کریں۔

مہتمم تبلیغ نے بتایا کہ تبلیغ کے لئے سٹال لگائے جاتے ہیں جس پر حضور انور نے فرمایا: یہ تو صرف ایک ذریعہ ہے اور پرانا طریق ہے۔ کب تک صرف اسی طریق پر انحصار کریں گے۔ آپ کو چاہیے کہ تبلیغ کے لئے اور پیغام پہنچانے کے لئے نئے نئے راستے explore کریں۔

لیف لیٹس کی تقسیم کے بارہ میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ خدام نے گزشتہ تین ماہ میں 37 ہزار لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں اور گزشتہ سال 90 ہزار لیف لیٹس تقسیم ہوئے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آئرلینڈ تو چھوٹا سا ملک ہے۔ آپ تو سارا ملک cover کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ سال جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل طلباء کی کلاس کو سپین بھجوایا گیا تھا۔ تو انہوں نے دو تین ہفتوں میں تین لاکھ پمفلٹس تقسیم کئے۔ اب اسی ماہ جامعہ کے آٹھ نو لڑکے سیر کے لئے سپین گئے تھے انہوں نے پچاس ہزار سے زائد پمفلٹس تقسیم کئے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ یہاں آئرلینڈ میں بھی جامعہ کے طلباء کو بھجوایا جائے۔

حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو جہاں بھی موقع ملتا ہے فلائرز تقسیم کریں، اسٹیشن پر کریں اور دوسری جگہوں پر کریں۔

حضور انور نے فرمایا: مقامی حکومتی انتظامیہ اور کونسل وغیرہ سے رابطہ کر کے درخت لگانے کا پروگرام بنائیں۔ پارک میں ہی دو درخت لگادیں تو آپ کا تعارف ہو جائے گا اور تبلیغ کے لئے راہ کھلے گی۔

حضور انور نے فرمایا: آپ یہاں بلڈ کمپین (Blood Campaign) آرگنائز کریں۔ اگر یہاں ملیریا کی وجہ سے ایشین کا خون نہیں لیتے تو مقامی لوکل آدمی ہی آکر دے دیں گے۔ ہمسائے آکر شامل ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کی طرف سے یہ پروگرام آرگنائز ہوگا۔ اور تعارف اور رابطوں کا ایک ذریعہ بنے گا۔

مہتمم مال سے حضور انور نے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر موصوف نے بتایا کہ خدام کا بجٹ دس ہزار پانچصد پانچ یورو ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے پاس یہ ریکارڈ ہونا چاہیے کہ کمانے والے کتنے ہیں اور نہ کمانے والے کتنے ہیں، طلباء کتنے ہیں اور ایسے کتنے ہیں جو طلباء نہیں لیکن ان کے پاس کوئی کام نہیں۔

مہتمم خدمت خلق کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ چیرٹی واک (Charity Walk) کا پروگرام رکھیں اور خدام اپنا لباس پہن کر جائیں۔ کیپ (Cap) پر ایسے الفاظ ہوں جو آپ کی تنظیم کی نشاندہی کر رہے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا: آپ نے اپنے ملک کے ماحول اور حالات کے لحاظ سے خود نئے نئے راستے نکالنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں نے مختلف ممالک کے دوروں کے دوران خدّام کی مجالس عاملہ کی میٹنگز میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی ہوئی ہیں اور وہ الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان ہدایات کی روشنی میں تمام شعبہ جات اپنے پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: ارادہ کریں اور کام کریں، اپنے نمونے قائم کریں، نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ جس کام کو شروع کریں، دعا سے کریں، دعا کی طرف توجہ دیں اور عزم سے کام کریں۔

نمائش کا ذکر ہونے پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے، نمائش لگائیں اور ہر ایسی چیز کے لئے کوشش کرنی ہے جس سے جماعت کا تعارف ہو اور تبلیغ کے لئے راستے کھلیں۔ پس آپ نے نمائش لگانی ہے یا چیرٹی واک کرنی ہے یا سٹال لگانا ہے یا کوئی پروگرام بنانا ہے تو اس لئے بنانا ہے کہ تبلیغ کے لئے راستے کھلیں۔

حضور انور نے فرمایا: تبلیغ کے لئے ہر قسم کا لٹریچر دیں۔ پہلے یہ دیکھ لیں کہ جس کو دے رہے ہیں اُسے کس چیز میں دلچسپی ہے۔ اسلام میں دلچسپی ہے تو ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' دیں۔ اگر اکنامکس میں دلچسپی ہے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب دیں۔ امن کے قیام میں دلچسپی ہے تو "World Crisis And The Pathway To Peace" دیں۔ ہر ایک کو اس کی ضرورت اور دلچسپی کے مطابق دیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب تک یہاں کے مقامی باشندوں سے اور حکّام سے جو تعارف آپ کو ہو چکا ہے اس کو آگے بڑھائیں۔ یہ نہ ہو کہ جو رابطے قائم ہوئے ہیں اور ایک تعلق بنا ہے اس کو چھوڑ دیں۔

حضور انور نے فرمایا: تعلیمی اداروں اور پبلک لائبریریز میں بھی کتب رکھوائیں۔

''اسلامی اصول کی فلاسفی''،

''Life of Mohammad[sa]''،

"Islam's response to contemporary issues"،

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں